New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
یہ معاملے دل کے
از فضہ بتول
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ معاملے دل کے

از فضہ بتول

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

ایک ایسی لڑکی کی کہانی جو محبت کیلیئے خوبصورتی کو لازم سمجھتی تھی مگر زندگی کے ایک حادثے نے اس پر یہ حقیقت واضح کردی کہ محبت حسن کی محتاج نہیں ہوتی۔

آج پھر موسم خوشگوار تھا۔کافی دیر سے جاری بارش اب ہلکی ہلکی پھوار میں بدل چکی تھی۔موسم بہار کی اس پہلی بارش نے ہر سو رنگ بکھیر دیئے تھے۔ ساری فضا جیسے دُھل دُھلا کر نکھر گئی تھی۔ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی بڑی بھلی لگ رہی تھی۔ایسے حسین موسم میں اپنے کمرے کی کھڑکی کے قریب کھڑا ہارون رضا کچھ زیادہ ہی اداس ہوگیا تھا۔اس کے خوبصورت چہرے پر رقم رنج کی داستان بڑی واضح تھی اور ذہن میں اس قاتلِ جان کا تصور تھا جو اسکے دل کے چمن کو ویران کر گئی تھی۔کتنا دکھ دے کر چلی گئی تھی وہ اُسے، کیسی کٹھور، کیسی سنگدل تھی۔ایک لمحہ بھی اسکی تڑپ کا احساس نہ کیا تھا اس نے۔وہ جو پچھلے پندرہ برس سے اپنے دل کی تمام تر شدتوں کے ساتھ اس سے محبت کرتا آیا تھا، کتنی بے دردی سے اسکی محبت کو بے مول کر کے چلی گئی تھی۔۔ اس کے دل پر شک کا پتھر اتنی زور سے مارا کہ وہ سارے کا سارا چکنا چور ہوگیا۔لمحہ لمحہ خون رستا رہا۔۔۔۔وہ تو اسکی اولین چاہت۔۔۔اسکی زندگی کی سب سے قیمتی متاع تھی لیکن کیسی بے حس نکلی تھی۔کتنی بےدردی سے اسکی آرزوؤں کا خون کر کے چلی گئی تھی۔ہارون نے کھڑکی کی سلائیڈ کھسکائی، نم

ہوا کے ساتھ کئی پھولوں کی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی تو دل مزید بجھ گیا۔ دریدہ دل تو وہ گزشتہ چھ، سات ماہ سے تھا مگر آج اس دلفریب موسم میں اپنے بھڑکتے جذبات پر بند باندھنا کیسا تکلیف دہ ہورہا تھا کہ اسکی براؤن آنکھیں نم ہوگئیں۔اس نے اپنا سر کھڑکی کے پٹ سے ٹکا دیا۔ماضی کے روشن باب کسی فلم کی مانند اسکے ذہن کے پردے پر چلنے لگے۔

ڈیڑھ سال قبل۔۔۔

وہ کالج سے باہر نکلی تو بادلوں سے ڈھکے آسمان کو دیکھ کر سخت کوفت میں مبتلا ہوگئی۔اس نے محسن بھائی کی تلاش میں اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں مگر سنسان سڑک پر دور دور تک کوئی ذی روح دیکھائی نہ دیا۔اسکی کوفت مزید بڑھنے لگی۔

میڈم نے بھی آج ہی مجھے روکنا تھا۔ہر کام کیلیئے تو جیسے میں ہی رہ گئی ہوں۔ وہ سڑک کنارے چلتے ہوئے جلے دل کے ساتھ سوچ گئی۔

اور محسن بھائی کو بھی دیکھو آج لینے ہی نہیں آئے۔اف کاش میں آج آئی ہی نہ ہوتی۔صبح امی کہہ بھی رہی تھی کہ موسم کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے آج مت جاؤ۔اب اگر انکی بات مان لی ہوتی تو یوں خوار نہ ہونا پڑتا۔

تیز ہارن کی آواز سے وہ اپنے خیالات کی رو سے چونکی اور پلٹ کر دیکھا دور

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے آتی ٹیکسی کو دیکھ کر اسکی جان میں جان آئی۔اس نے جلدی سے ہاتھ ہلایا مگر وہ روکنے کا اشارہ ہی کرتی رہ گئی اور ٹیکسی آگئے نکل گئی۔۔اف خدا غارت کرے ان ٹیکسی والوں کو ذرا بھی دید نہیں انکی آنکھوں میں۔مارے غصّے کے اسکا خون خول گیا۔ساتھ ہی بادلوں کی خوفناک گڑگڑاہٹ نے اس کے دل پر خوف سا طاری کردیا۔وہ تیز تیز چلنے لگی۔

اف میرے اللہ! میں کیا کروں ابھی بارش شروع ہوجائے گی اور کوئی سواری بھی نہیں مل رہی۔وہ سر جھکائے چلے جارہی تھی۔ہوا میں اب کافی تیزی آگئی تھی۔کچھ ہی دیر بعد ہلکی ہلکی پھوار برسنے لگی۔ثناء نے سر اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا۔ارے یہ کیا! بارش بھی شروع ہوگئی۔کاش میں چھتری ہی لے آتی۔یااللہ! آج خیر خیریت سے گھر پہنچا دے۔دل ہی دل میں جتنی قرآنی آیات یاد تھیں دہرا ڈالیں۔بارش میں تیزی آنے لگی۔آسمان سیاہ گھور بادلوں میں ڈھک گیا۔دن کے تین بجے بھی شام کا سماں لگتا تھا۔خوف اور دہشت کے مارے ثناء کی ٹانگیں لرزنے لگیں۔بادلوں کی گھن گرج سے تو ویسے ہی اسکی جان جاتی تھی۔جنوری کا مہینہ ویسے بھی سخت ٹھنڈا ہوتا ہے اوپر سے اسلام اباد کی یہ ویران سڑکیں اتنا کھلا ایریا کہ ٹھنڈ کی شدت کا احساس دو چند ہو جائے۔

ثناء کے ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈے ہوگئے۔جوگرز کے اندر بھی پاؤں جمنے لگے۔سرد ہوا کے تھپیڑوں سے سر بھی بھاری بھاری ہونے لگا تھا۔ہائے اللہ! امی نے کہا بھی تھا کہ کوٹ پہن کے جاؤں اب اگر پہن آتی تو اتنا بھیگ تو نہ

جاتی۔مارے دکھ کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔سخت سردی سے ہاتھ پاؤں شل ہونے لگے تھے، قدم مَن مَن بھر کے ہورہے تھے۔اف خدایا! یہ بس اسٹاپ کدھر رہ گیا ہے؟ یااللہ یہ میں اپنی دھن میں کدھر نکل آئی ہوں؟ اس نے یکدم چونک کر اپنے اردگرد نگاہیں دوڑائیں۔وہ بے دھیانی میں واقعی راستہ بھول گئی تھی۔اسے راستوں کا ویسے بھی اتنا اندازہ نہ تھا۔ہمیشہ تو محسن بھائی اور ابو ہی لیتے چھورتے تھے۔ثناء کا دل ڈوبنے لگا۔وہ ایک سنسان سڑک پر بلکل اکیلی کھڑی تھی۔اطراف میں بڑے بڑے درخت تھے اور بس۔یااللہ! پلیز میری مدد کریں۔وہ ایک ٹنڈ منڈ درخت کے تنے کے قریب کھڑی رونے کے قریب تھی۔اچانک کسی کار کے ہارن کی آواز نے اسکی رہی سہی ہمت بھی ختم کردی۔اس نے گردن گھما کر دیکھا۔سیاہ رنگ کی ہنڈا سست رفتاری سے اسکی قریب آرہی تھی۔ثناء تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔مگر وہ گاڑی برابر اسکے تعاقب میں رہی۔اے میرے پیارے نبیﷺ! میری عزت رکھ لیں۔اسکے دل سے فریاد نکلی۔بارش اب زور و شور سے برس رہی تھی۔وہ سر تاپا بھیگ چکی تھی۔دفعتاً کار والے نے رفتار بڑھائی اور گاڑی بلکل اس کی راہ میں حائل کر کے روک دی۔ثناء کا دل ڈوبنے لگا۔ گھگھی بندھ گی۔گاڑی کی اگلی سیٹ سے ایک نقاب پوش برآمد ہوا اور اسکی طرف بڑھا۔مارے دہشت کے ثناء نے آنکھیں بند کرلیں۔نقاب پوش اسکے قریب آگیا۔ثناء کا ذہن چکرانے لگا۔آنکھوں کے سامنے ہر منظر گڈ مڈ ہونے لگا۔۔کچھ تو سردی کا اثر کچھ خوف اسکا ذہن تاریکیوں میں

ڈوبتا چلا گیا۔

وہ کوئی نرم لطیف سا احساس ہی تھا جس نے اسکے سوئے ہوئے وجود کو بیدار کیا تھا۔اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں اور کچھ دیر خالی الذہنی کے عالم میں چھت کو گھورتی رہی۔ذہن کچھ صاف ہوا تو ادر گرد نظر دوڑائی۔وہ ایک نرم بستر پر لیٹی ہوئی تھی اور اسے اوڑھائے ہوئے کمبل میں سے لطیف سی مہک اٹھ رہی تھی۔اس نے گردن گھما کر اپنی بائیں جانب دیکھا تو سائیڈ ٹیبل پر طشتری میں رکھے پھلوں پر نظر پڑی۔آن واحد میں ثناء کا ذہن مکمل طور پر بیدار ہوا تھا اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ہائے اللہ یہ میں کہاں آگئی ہوں؟ اس نے حیران نظریں ادھر ادھر گھمائیں۔یہ ایک نفاست سے سجایا گیا کافی کشادہ کمرہ تھا۔کھڑکیوں پر مخمل کے بھاری اور دبیز پردے پڑے ہوئے تھے۔ایک طرف بڑے سے سنگھار میز پر استعمال کی ہر شے رکھی تھی۔سامنے سینٹر ٹیبل پر اسکا کالج بیگ رکھا ہوا تھا۔یااللہ کیا وہ آدمی مجھے اغوا کر کے لے آیا ہے۔اگلے خیال نے اسکے رہے سہے اوسان بھی خطا کردیئے اور وہ سرعت سے دوپٹہ سر پر ڈالتے ہوئے دروازے کی طرف بھاگی اور اسے دھڑا دھڑ پیٹنے لگی۔تھوڑی دیر بعد ایک آدمی جو شکل سے ملازم نظر آتا تھا، اندر داخل ہوا۔

یس میڈم؟ اس نے اندر آکر مؤدبانہ انداز میں پوچھا۔

میں کہاں ہوں؟ وہ غصے سے بولی۔

یہ بتانے کی مجھے اجازت نہیں۔وہ ہنوز مؤدبانہ انداز میں بولا۔

مجھے یہاں کون لایا ہے؟ اس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

آپ کو یہاں صاحب کے حکم پر لایا گیا ہے۔

کیا نام ہے تمہارے صاحب کا؟

صاحب کا نام بتانے کی اجازت نہیں ہے۔

افوہ کیا مصیبت ہے یہ بتانے کی اجازت نہیں وہ بتانے کی اجازت نہیں۔آخر کیا بتانے کی اجازت ہے تمہیں؟ وہ غصے سے پھنکاری۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صاحب نے بولا تھا کہ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔آپ کپڑے تبدیل کرلیں۔اُس الماری میں آپ کی ناپ کے کپڑے موجود ہیں۔اس نے انگلی کے اشارے سے بتایا۔

چسٹ شٹ اپ۔۔۔مجھے اپنے گھر واپس جانا ہے۔وہ غصے سے چلائی تھی تو ملازم چپ چاپ سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گیا اور کھٹ سی ہلکی آواز کیساتھ دروازہ بند ہوگیا۔ثناء وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔اسے اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔گھر والے کتنے پریشان ہورہے ہونگے۔امی نے تو رو رو کر بُرا حال کرلیا ہوگا۔وہ پریشانی کے عالم میں سوچ گئی۔سوچتے سوچتے اس کی نظر دیوار گیر

گھڑی تک گئ تو وہ اچھل کر کھڑی ہوگئ

شام کے سات بج چکے تھے۔یااللہ اتنی دیر ہوگئی۔۔۔۔اف سارے زمانے میں کیسی بدنامی ہوجائے گئی۔اس نے چشمِ تصور سے اپنے ابو کی جھکی کمر دیکھی لی تو آنکھوں سے آنسو بے اختیار بہہ نکلے۔وہ بے قراری کے عالم میں کمرے میں ٹہلنے لگی۔اسکے جسم پر موجود کالج یونیفارم اب تک ہلکا ہلکا نم تھا۔سردی کے مارے اسکے ہاتھ جم رہے تھے۔اس نے ہیٹر جلایا اور اسکے پاس بیٹھ کر ہاتھ سینکنے لگی۔اسکا ذہن مسلسل اس جگہ سے بھاگ نکلنے کی تدابیر پر غور کر رہا تھا۔ جسم کو ذرا حرارت ملی تو ذہن پر چھائ مایوسی کی دھند چھٹنے لگی اور وہ ایک بار پھر سے چاق و چوبند ہو کر اٹھی اور کمرے کی کھڑکی کی طرف بڑھی۔دبیز پردہ ہٹایا مگر مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا۔کھڑکی میں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔اسی لمحے دروازہ کھلا اور کسی کے بھاری قدموں کی چاپ ابھری۔ثناء نے جلدی سے آنچل سر پر ڈال لیا مگر پلٹی نہیں۔اسکے ہاتھ کپکپانے لگے تھے۔

ثناء اکرام۔ایک بھاری بھرکم آواز کمرے میں گونجی تو وہ جی جان سے دہل گئی۔

یااللہ یہ تو میرا نام بھی جانتا ہے۔اس نے سہمے ہوئے انداز میں دل میں سوچا۔

بیٹھ جاؤ۔پھر وہی آواز گونجی اور وہ ڈرتے ڈرتے پلٹی۔وہ ایک دراز قد انسان جس نے بلکل انگریزی فلموں کے جاسوسوں کی وضع قطع اختیار کر رکھی تھی۔

سیاہ پتلون سیاہ السٹر جس کے کالر کھڑے کر رکھے تھے۔سر پر سیاہ فلٹ ہیٹ جس کا گوشہ پیشانی تک جھکا ہوا تھا۔اس کا چہرہ واضح نہ تھا۔وہ اس پراسرار سے انسان کو دیکھ کر مزید ہیبت کا شکار ہوگئی۔آنکھوں سے آنسو نکلنے کو بے تاب ہوگئے۔

رونے کی ضرورت نہیں۔بیٹھ جاؤ۔اب کی بار وہ ذرا سخت لہجے میں بولا تو ڈرتے ڈرتے بستر کے ایک کونے میں بیٹھ گئی سمٹی سمٹائی سی۔آنکھوں میں آئے ہوئے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش میں وہ بار بار پلکیں جھپک رہی تھی۔

روؤ مت مجھے بزدل لڑکیاں بلکل پسند نہیں۔بارعب آواز نے ایکبار پھر اسے ڈرایا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پلیز مجھے میرے گھر پہنچا دیجیئے۔میرے گھر والے پریشان ہورہے ہونگے۔وہ ملتجیانہ انداز میں بولی۔

گھر۔بے ہنگم قہقہے کی آواز سے پورا کمرا گونج اٹھا۔

یا وحشت اتنا لمبا قہقہہ۔اس کے قہقہے سے گھبرا کر وہ اسکی طرف دیکھنے لگی۔

اَب تم صدا گھر کو ترستی رہوگئی۔وہ بڑی کرخت آواز میں بولا۔

نہیں۔۔۔نہیں۔ایسا ظلم نہ کرو میرے ساتھ۔اللہ کیلیئے مجھ پر ترس کھاؤ۔روتے روتے ثناء کی ہچکی بندھ گئی۔دفعتاً چند ملے جلے قہقہوں پر اس نے بے تحاشہ اپنا

جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا۔اور پھر دروازے کے پاس کھڑے فہد، رانی، نمرہ، تائی اماں اور امی کو بے تحاشہ ہنستے دیکھ کر اسکے ہونٹ مارے تحیر کے کھل گئے۔ اس نے دیکھا اب وہ پراسرار سا انسان بھی اپنے سر سے ہیٹ اتار کر السٹر کے کالر گرا چکا تھا۔ہارون۔وہ بے اختیار بولی۔

جناب۔وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر شوخی سے بولا تو وہ اچھل کر کھڑی ہوئی۔

ہیپی برتھ ڈے۔فہد بولتا ہوا اندر داخل ہوا تو ثناء کا دل چاہا کہ لیمپ اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے۔

تو یہ تم سب کی شرارت تھی۔وہ دانت پیس کر بولی۔

نہ نہ یہ سب پلاننگ تو ہارون بھائی کی تھی۔ہم نے تو بس انکا ساتھ دیا ہے۔ رانی جلدی سے بولی تو وہ ہارون کی طرف پلٹی۔جو اب بلکل بے تعلقانہ انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

ارے بھئ ہم نے سوچا کیوں نہ اپنی بیٹی کی سالگرہ ذرا منفرد انداز میں منائی جائے۔اسلیئے ہم سب نے مل کر فارم ہاؤس میں تمہارے لیئے سرپرائز کا انتظام کرلیا۔تائی امی نے اسے بتایا تو اسے یکدم یاد آیا کہ یہ تو تایا ابا کے فارم ہاؤس کا ہی کمرہ تھا بس سیٹنگ تھوڑی تبدیل کر دی گئی تھی۔اسے اپنی کم عقلی پر غصہ آیا کہ فارم ہاؤس کو پہچان نہ سکی۔

وہ تو ہمیں تم پر ترس آگیا ورنہ یہ ڈرامہ تھوڑی دیر اور جاری رہتا تو زیادہ

لطف آتا۔ہارون نے تپانے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر کہا۔

مجھے اس قسم کے سرپرائز بلکل پسند نہیں ہے میں تایا ابو سے آپکی شکایت کرونگی۔وہ غصیلے لہجے میں بولی۔

ثناء یہ کیا بدتمیزی ہے۔امی نے فوراً سے اسے گھر کا تو وہ پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئ۔کچھ دیر بعد نمرہ اور رانی اسے بمشکل تمام کیک کاٹنے پر راضی کر کے بڑے کمرے میں لے آئیں تھیں۔

یہ لیں چلا دیں چھری۔ویسے بھی اس کام میں آپ کافی ماہر ہیں۔چھری تھماتے ہوئے ہارون نے پہلا جملہ بلند جبکہ دوسرا دھیمی آواز میں کہا تو وہ سلگ اٹھی۔ لیکن کچھ کہے بنا چھری پکڑ کر کیک کاٹا۔تالیوں کی گونج کے ساتھ ہارون کی مسلسل تپانے والی نظریں اسکا دل جلا رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ملک حسنین رضا کی تین اولادیں تھیں۔احمد رضا، اکرام رضا اور سب سے چھوٹی سمیہ بیگم۔

احمد رضا آرمی سے منسلک تھے اور انکے چار بچے تھے۔ہارون، الماس، فہد اور رانی۔ہارون سوفٹ ویئر انجنئیر تھا اور ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں کافی اچھی پوسٹ پر تھا۔الماس پچھلے برس ہی اپنی پھپھی سمیہ بیگم کے اکلوتے لڑکے عمران کیساتھ بیاہ کر سعودیہ چلی گئی تھی۔فہد بی کام جبکہ رانی میٹرک کی اسٹوڈنٹ

تھی۔احمد رضا نے آرمی سے ریٹائرمنٹ کے بعد اسلام آباد کے پوش علاقے میں ایک خوبصورت سا بنگلہ بنالیا تھا۔ان کا گھرانہ خوشیوں کا گھوارہ تھا۔

اکرام رضا ایک جنرلاسٹور کے مالک تھے۔انکے تین بچے تھے۔محسن جو کہ ایم بی اے کرنے کے بعد نوکری تلاش کر رہا تھا۔پھر ثناء جو گریجویشن کے آخری سال میں تھی اور سب سے چھوٹی نمرہ فرسٹ ائیر میں تھی۔یہ ایک مڈل کلاس گھرانہ تھا۔

ہارون اور ثناء کی نسبت بچپن سے طے تھی۔اونچے دانتوں، چوڑے دہانے اور جھیل سی آنکھوں والی سانولی سلونی ثناء اکثر ہی ہارون کی شرارتوں کا شکار رہتی۔یہ محسن بھائی اور نمرہ بھی اسے تنگ کرنے میں اکثر ہارون کا ساتھ دیتے اور تو اور امی، ابو، تایا اور تائی بھی اسکی شرارتوں کا کوئی نوٹس نہ لیتے تو وہ اپنے آپ سے الجھتی رہتی۔

یہ بھوری بھوری آنکھوں والا ہارون اسے بہت عزیز تھا۔سارے خاندان میں ہارون رضا کی خوبصورتی کے چرچے تھے۔خاندان کی ہر لڑکی اسے پالینے کی تمنا کیا کرتی۔وہ تھا بھی تو اللہ کی بنائی ہوئی انمول تصویر۔سُرخ و سفید رنگت، لمبا اونچا قد، بھرا بھرا مردانہ وجاہت کا حامل جسم، بھورے رنگ کے چمکیلے بال جن کی چند لٹیں ہمیشہ اس کی کشادہ پیشانی پر پڑی رہتیں۔وہ ثناء کو تنگ تو بہت کرتا تھا لیکن وہ آج تک یہ نہ جان سکی تھی کہ آیا منگیتر ہونے کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیثیت سے وہ اسے پسند بھی کرتا ہے یا نہیں اور یہ سوچ اکثر ہی اسے پریشان کیے رکھتی۔ہارون کا مزاج ہی کچھ ایسا تھا۔وہ ہمہ وقت مذاق کے موڈ میں نظر آتا۔خاندان کے ہر فنکشن میں وہ کزنز ک جھرمٹ میں گھرا ہی نظر آتا، ہر لڑکی کیساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرتا تو ایسے میں سب سے الگ تھلگ بیٹھی ثناء کا دل سلگ اٹھتا۔اسکی انا کو یہ بھی تو گوارا نہ تھا کہ اپنے دل کا حال از خود اسکے سامنے عیاں کردیتی۔بس اندر ہی اندر جلتی رہتی اور ہارون کے حوالے سے خیالات استوار کرتی جاتی۔

ⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖⵖ

ہیلو ڈارک پیچ! اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا ہارون رضا کو اپنی خوبصورت اٹھان اور دل موہ لینے والی مسکراہٹ کیساتھ سامنے پایا۔سیاہ پتلون اور سفید ڈریس شرٹ میں اسکا وجیہہ سراپا بہت دلکش لگ رہا تھا۔سن گلاسز اسنے گریبان پر اٹکا رکھی تھی۔اور سیاہ کوٹ بائیں بازو پر ڈالا ہوا تھا۔شاید وہ آفس سے سیدھا ادھر ہی چلا آیا تھا۔

ڈراک پیچ۔۔ثناء کا خون کھول اٹھا۔وہ ہمیشہ سے ہی اسکی سانولی رنگت پر فقرے چست کرنے کا عادی تھا۔بچپن میں تو چلو خیر تھی مگر اب کیا تک بنتی تھی۔وہ اکثر دبی زبان میں اسے کافی سخت سُت سنا بھی دیا کرتی مگر وہ ہارون ہی کیا جو چکنا گھڑا نہ ہو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوگیا؟ نظر لگاؤ گی کیا؟ وہ اسکے یوں گھور گھور کر دیکھنے پر چوٹ کرگیا۔

بڑی غلط فہمی ہے آپکو اپنے متعلق۔وہ جل کر بولی۔

غلط فہمی نہیں بی بی ثناء اسکو خود آگاہی کہتے ہیں۔وہ فرضی کالر جھاڑ کر بولا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی کڑوا سا جواب دیتی محسن بھائی اسے پکارتے چلے آئے۔

ثناء کون ہے دروازے پر۔۔۔۔ارے ہارون تم۔اندر آؤ ناں باہر کیوں کھڑے ہو۔وہ ہارون کو دیکھ کر سراپا خوش اخلاقی بن گئے۔ثناء برا سا منہ بنا کر سائیڈ پر ہوگئی اور ہارون اندر آگیا۔

میں تو اندر ہی آنا چاہ رہا تھا مگر تمہاری بہن صاحبہ رکاوٹ بنی کھڑی تھیں۔اس نے محسن سے بغل گیر ہوتے ہوئے اس پر پوائنٹ مارا۔

بری بات ہے ثناء۔یار تم چلو اندر غالباً آفس سے آرہے ہو؟ محسن بھائی اسے تنبیہہ کرنے والے انداز میں گھوری ڈال کر ہارون کی طرف متوجہ ہوگئے۔

ہاں یار بہت بھوک لگ رہی تھی تو سوچا ادھر ہی چلا آؤں، گھر جانے میں تو زیادہ وقت لگ جاتا اور ہوٹلوں کا کھانا تم جانتے ہو کہ مجھے ہضم نہیں ہوتا۔وہ کتنی مسکین سی صورت بنائے کہہ رہا تھا۔ثناء خوب جانتی تھی کہ وہ ادھر صرف اور صرف اسکا دل جلانے آتا تھا۔

ارے یار تمہارا اپنا گھر ہے۔چلو اندر امی کے پاس بیٹھتے ہیں۔ثناء! جلدی سے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہارون کے لیے کھانا لاؤ اور ساتھ میں چائے بھی بنا لینا۔محسن بھائی کی تو ویسے بھی ہارون سے گاڑھی چھنتی تھی اور پھر وہ ثناء کا ہونے والا شوہر بھی تھا اس لیے انکی خوش اخلاقی عروج پہ ہوتی۔

ہاں ملازمہ ہوں ناں میں۔اس نے کلس کر سوچا۔

اپنے جیسی کالی چائے نہ بنالانا ڈارک پیچ۔وہ اندر جاتے جاتے بھی اس کو چھیڑنا نہ بھولا تھا۔وہ پاؤں پٹختی ہوئی کچن میں چلی آئی اور فریج سے آٹا نکال کر روٹیاں بنانے لگی۔کیا میں اتنی کالی ہوں؟ اس نے روٹی بیلتے ہوئے سوچا۔اگر ہارون اتنا خوبصورت ہے تو اس کوئی حق نہیں پہنچتا کہ دوسروں کی بدصورتی کا مذاق اڑائے۔دل میں درد کی ٹیسیں سی اُٹھیں اور آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ ڈارک پیچ۔رہ رہ کر اسکا دیا ہوا لقب اسکی سماعتوں میں گونج اٹھتا اور وہ آنسوؤں کو پیتی ہوئی اسکے لیے کھانا تیار کرتی رہی۔

صفیہ آپا نے شادی کی کوئی بات کی؟ ذکیہ(ثناء کی خالہ) نے بڑے کریدنے والے انداز میں ساجدہ(ثناء کی امی) سے پوچھا۔

نہیں آپا ابھی تک تو کوئی نہیں کی۔ثناء کی امی کچھ اداسی سے بولیں۔

ارے تو پھر کب کرینگی؟ اب تو ثناء کو امتحان دیے ہوئے بھی ایک مہینہ گزر چکا ہے۔مجھے تو لگتا ہے آپا کی نیت میں کچھ کھوٹ ہے۔ذکیہ نے کہا۔

نہیں نہیں ایسا نہ کہیں آپا۔ساجدہ گھبرا کر بولیں۔

ارے بھئی تم تو بڑی بھولی ہو۔ہارون اتنا خوبصورت ہے، اونچی پوسٹ پر ہے اور پھر احمد بھائی اتنے امیر ہیں۔سچ تو یہ کہ تمہارے خاندان سے اس خاندان کا کچھ جوڑ نہیں بنتا۔اور ثناء بھی کہاں ہارون کیساتھ جچتی ہے۔ذکیہ نے کچھ زیادہ ہی صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا۔

لیکن آپا ثناء اور ہارون بچپن کے منگیتر ہیں اور جہاں تک بات ہے احمد بھائی اور ہماری حیثیت کے فرق کی تو یہ بات ہمیشہ سے اظہر من الشمس ہے۔ساجد نے کہا۔صفیہ بھابھی اور احمد بھائی نے خود ثناء کو مانگا تھا جب وہ صرف پانچ دن کی تھی۔تب تو ثناء انہیں بہت پیاری لگتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے بچپن میں تو سبھی بچے پیارے لگتے ہیں۔ذکیہ کھنکھار کر گلا صاف کرتے ہوئے بولیں۔

لیکن آپا! یہ رشتہ انہوں نے خود جوڑا تھا اور آج تک تو صفیہ بھابھی اور احمد بھائی کی کسی بات یا رویے سے مجھے ایسا نہیں لگا کہ وہ لوگ یہ رشتہ توڑنا چاہتے ہیں۔ساجدہ الجھن آمیز انداز میں بولیں۔

ارے تم کسی دوسری دنیا سے تو نہیں تو آئی۔وہ اپنے منہ سے تھوڑا ہی کہیں گے کہ انکو یہ رشتہ توڑنا ہے۔بس چپ چاپ ہارون کا رشتہ کہیں اور طے کرکے تمہیں مٹھائی بجھوا دینگے۔ذکیہ نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

ہائے آپا کیوں ہولائے دے رہی ہیں۔ہم تو ثناء کی طرف سے بالکل مطمئن ہوئے بیٹھے تھے۔ثناء کی امی دہل گئیں۔

ارے میری بھولی بہن لوگ تو نکاح توڑ دیتے ہیں یہ تو محض زبانی کلامی نسبت ہے وہ بھی برسوں پرانی۔

تو آپا! اگر انہوں نے ایسا کرنے کا سوچ ہی لیا ہے تو میں کیا کرسکتی ہوں؟ ساجدہ نے بے بسی سے کہا۔پھر ذکیہ ہولے ہولے سرگوشیوں میں کچھ کہنے لگیں اور ستون کی اوٹ میں کھڑی ثناء جو خالہ سے چائے کا پوچھنے آئی تھی، بُجھے دل کیساتھ واپس پلٹ گئی۔آج سے پہلے اس نے امی کو اتنا پریشان نہ دیکھا تھا۔یہ سب پریشانی میری وجہ سے ہے۔اے اللہ! کیا ہوجاتا اگر تُو مجھے تھوڑی سی اچھی شکل دے دیتا تو میرے ماں باپ میری طرف اتنے فکر مند تو نہ ہوتے۔وہ دکھ سے سوچتی ہوئی کچن میں چلی آئی اور چولہے پر چائے کا پانی رکھا۔اس کا دل اپنی قسمت کی سیاہی پر یقین کرتا چلا جارہا تھا، اسے اپنے چہرے کے سانولے رنگ کی طرح اپنا مستقبل بھی تاریک دکھائی دینے لگا تھا۔ ہارون تم نے بڑا سوچ سمجھ کر ہی مجھے ڈارک پیچ کہا تھا۔وہ یاسیت بھرے انداز میں سوچے گئی۔

❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦

ہاں تو پھر پرسوں آپ ہماری سالگرہ میں تشریف لارہی ہیں؟ ہارون نے اچانک

ہی اسکے عقب میں آکر اسے مخاطب کیا تو وہ کو اپنے دھیان میں مگن کباب تلنے میں مصروف تھی بے تحاشا چونک کر پلٹی۔ہارون اپنی براؤن آنکھوں میں شوق کا اک جہان آباد کیۓ اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔وہ جھجھک گئ۔

میرے آنے یا نہ آنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔اسنے مدھم مگر تلخ لہجے میں جواب دیا اور پلٹ کرکفگیر کی مدد سے فرائنگ پین میں کباب پلٹنے لگی۔

اگر میں کہوں کہ آپکے نہ ہونے سے ہماری سالگرہ کی تقریب کا سارا حسن ماند پڑ جاۓ گا تو۔۔۔

تو مجھے معلوم ہے کہ یہ صرف ایک مذاق ہوگا۔وہ اس کی بات کاٹ کر تیز لہجے میں بولی تو ہارون نے اس کی پشت کو گھورا۔ہلکے سبز رنگ کے سادہ سے شلوار قمیض اور بڑا سا دوپٹہ سر پہ اوڑھے وہ ہمیشہ کی طرح بالکل سادہ سی تھی۔

ضروری تو نہیں ثناء کہ میں آپکے ساتھ ہر وقت مذاق ہی کروں۔وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔

ہاں جانتی ہوں۔۔کبھی آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں اور کبھی میرا مذاق اڑاتے ہیں۔اب ان دونوں موڈز میں فرق تو ہے ناں۔اس نے کباب پلیٹ میں نکالتے ہوۓ طنزیہ انداز میں کہا تو ہارون کا چہرہ ایک لمحے کو تاریک سا ہوگیا۔

چلیں جیسے آپکی مرضی۔میں تو ویسے بھی چچا جان اور چچی کو خاص طور پر مدعو

کرنے آیا تھا۔وہ شانے اچکا کر لاپرواہی سے بھرے لہجے میں کہہ کر کچن سے چلا گیا تو ثناء نے پلٹ کر دیکھا پھر ملول سی ٹرالی میں برتن سیٹ کرنے لگی۔

احمد منزل آج بقعہء نور بنی ہوئی تھی۔جلتے بجھتے رنگین قمقمے کچھ ایسا سماں پیدا کر رہے تھے جیسے بارش کے بعد آسمان پر سات رنگوں کی دھنک بکھر جاتی ہے۔

ہر سو لہراتے رنگ برنگے آنچل، لڑکیوں کی مترنم ہنسی اور چوڑیوں کی کھنک، ڈیک سے برآمد ہوتی ہلکی ہلکی موسیقی سے ہم آہنگ ہورہی تھی۔ہر طرف سینٹ اور عطر کی ملی جلی خوشبوئیں چکرا رہی تھیں۔بڑے سے لان میں اس تقریب کا شاندار سا اہتمام کیا گیا تھا۔مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ایک جانب اپنے کزنز اور دوستوں کے جھرمٹ میں کھڑا ہارون گہرے نیلے تھری پیس سوٹ میں بہت جچ رہا تھا۔بظاہر تو وہ خوش گپیاں کر رہا تھا مگر بے قرار نظریں بار بار گیٹ کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ثناء کا انتظار اسے تڑپائے دے رہا تھا اور وہ تھی کہ آنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔وہ اکھڑ سی لڑکی اسے بچپن سے ہی کتنی پیاری لگتی تھی، اپنی تمام تر بد مزاجیوں اور بد تمیزیوں کے باوجود وہ اس کی چاہت میں دھیمے دھیمے سلگتا رہا تھا۔اسے تنگ کرکے، ستا کے وہ ہمیشہ اس کے آس پاس رہنے کی کوشش کرتا اور وہ اس کے دل کے حال سے بے خبر بس خفا خفا انداز میں اسے سخت سُت سناتی رہتی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھا کہ کسی کار کے ہارن کی آواز پر چونک پڑا۔ اکرام چچا کی چھوٹی سوزوکی مہران گیٹ کے اندر داخل ہورہی تھی۔وہ اپنے دوستوں سے معذرت کرتا ہوا پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسی طرف چلا آیا جہاں گاڑی سے محسن کے علاوہ سب برآمد ہوئے۔

السلام علیکم! وہ پرتپاک انداز میں آگے بڑھا اور چچی کے سامنے سر جھکایا۔

وعلیکم اسلام! بیٹا جیتے رہو۔خوش رہو۔لمبی عمر پاؤ۔انھوں نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دل سے دعا دی۔پھر وہ اکرم چچا سے بغل گیر ہوا۔

محسن نہیں آیا چچی؟ اس نے ایک اچٹتی سی نظر ذرا الگ سی ہو کر کھڑی ثناء پر ڈالتے ہوئے چچی سے پوچھا۔

اسے ایک ضروری کام ہے۔وہ ذرا دیر سے آئے گا۔چچی نے جواب دیا۔

اچھا آپ لوگ اندر چلیئے ناں۔امی ابو کئی بار آپکا پوچھ چکے ہیں۔اس نے چچا چچی سے کہا تو وہ دونوں رہائشی عمارت کی جانب بڑھ گئے۔

ہیپی برتھ ڈے ہارون بھائی۔نمرہ نے مہکتے سرخ گلابوں کا بکے اسے پکڑایا تو وہ مسکرا اٹھا اور پیار سے اپنی چھوٹی بہن کے سر ہاتھ رکھا۔

تھینک یو چھوٹی۔ویسے تم لوگ اتنی دیر سے کیوں آئے؟

ہم تو کب سے تیار بیٹھے تھے ہارون بھائی۔بس یہ ثناء آپی نے دیر لگا دی۔نمرہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نے سارا مدعا ثناء پر ڈال دیا جو ہلکے گلابی رنگ میں ملبوس دوپٹہ ہمیشہ کی طرح سر اور سینے پر پھیلائے میک اپ سے مبرہ چہرہ لیئے بلکل سادہ سی تھی۔

ہاں بھی! وقت کی پابندی کرنا تو کوئی آپ کی ثناء آپی سے سیکھے۔وہ لفظ ثناء آپی پر زور دیتے ہوئے شریر لہجے میں بولا۔

اور مہمانوں کا استقبال کرنا کوئی آپ سے سیکھے۔امی ابو کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ثناء نے بھی اسکے طرزِ تخاطب پر چوٹ کرتے ہوئے رہائشی عمارت کی جانب قدم بڑھا دیئے اور ہارون بھی اسکی چوٹ کا مزہ لیتے ہوئے، نمرہ کو ساتھ لیئے مہمانوں کی طرف چلا آیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈھیر ساری تالیوں کی گونج میں ہارون رضا نے اپنی اٹھائیسویں سالگرہ کا کیک کاٹا۔چاروں طرف سے مبارکباد کا شور اٹھا۔میز پر تحفوں کا ڈھیر لگ گیا تھا۔پُر تکلف سی چائے کا انتظام لان میں ہی کیا گیا تھا۔ہر طرف ملازم مستعدی سے مہمانوں کو چائے سرو کررہے تھے۔ہارون ہمیشہ کیطرح کزنز کے جھرمٹ میں کھڑا خوش گپیوں میں مگن تھا۔

بھئی فوزیہ آج تو بڑی اسمارٹ لگ رہی ہو۔اس نے قدرے بلند انداز میں اپنے طرح دار ماموں زاد فوزیہ کی تعریف کی تاکہ قریب ہی کھڑی ثناء بھی سن لے۔

تھینک یو۔فوزیہ نے اپنے سٹیپ میں کٹے بالوں کو ایک انداز میں جھٹکتے ہوئے اٹھلا کر جواب دیا۔

ویسے سلیم یار لڑکیوں کو ایٹ لیسٹ کپڑے پہنے کا سینس تو ہونا ہی چاہیئے۔ کپڑوں اور رنگوں کے معاملے میں فوزیہ کا ٹیسٹ عمدہ ہے۔ہارون نے سلیم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی نگاہیں فوزیہ کے چہرے پر جما دیں۔

ہوں یہ تو ہے۔سلیم نے تائیدی انداز میں سر کو جنبش دی۔

ویسے تمہیں کون اتنا کیئر لیس نظر آرہا ہے؟ نومی نے کریدنے والے انداز میں پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Arshad|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں کیا بتاؤ تم خود ہی فیصلہ کرلو۔وہ لا پرواہی سے کندھے اچکا کر بولا تو فوزیہ سمیت سب کی نظر بےاختیار سامنے کھڑی ثناء پر جم گئیں۔

اوہ سانولا رنگ اور گلابی لباس۔فوزیہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

کم از کم ایک دفعہ آئینہ دیکھ لیتی تو ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ہارون دبی زبان میں بولا اور ثناء کے دل پر جیسے گھونسا پڑا تھا۔وہ اسے یوں سب کے سامنے تماشہ بنا دے گا یہ بات کتنی تکلیف دہ تھی۔

چھوڑو یار اب ایسی بھی بری نہیں لگ رہی۔نومی شاید اس گفتگو سے بور ہوگیا تھا۔اور ویسے بھی تمہاری تو بچپن کی۔۔۔۔۔۔

بس بس پلیز۔۔۔ہارون کی براؤن آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔اسکا خیال تھا کہ ثناء کوئی سخت سا جواب ضرور دے گی مگر وہ تو ایک خاموش سی نظر اس پر ڈال کر وہاں سے ہٹ گئ تھی اور اسکے جاتے ہی ہارون کو سب رنگ پھیکے لگنے لگے۔وہ کچھ لمحوں بعد ہی سب سے معذرت کر کے ثناء کی تلاش کرتا رہائشی عمارت مین چلا آیا۔مختلف کمروں سے چکراتا ہوا وہ اوپری منزل پر آیا تو اسے گیلری میں کھڑا دیکھ وہیں چلا آیا۔وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

یہاں کیوں کھڑی ہو؟ اس نے ریلنگ پر ہاتھ جماتے ہوئے گردن موڑ کر اسکی طرف دیکھا۔ثناء رخ موڑ گئی۔

تم نے مجھے سالگرہ کا تحفہ نہیں دیا؟

آپکو مجھ بدذوق کے تحفے کی کیا ضرورت۔۔۔آپکو تو بہت اعلی ذوق دکھنے والوں سے تحفے ملے ہیں۔بھیگے لہجے میں طنز کر کے تیز تیز قدموں سے چلتی وہاں سے چلی گئی۔ہارون چپ چاپ اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔کچھ دیر بعد ہال کمرے میں سب جمع ہوگئے اور ہارون سے گانے کی فرمائش ہونے لگیں۔ہارون نے پیانو بجانا باقاعدہ سیکھ رکھا تھا اور آواز اسکی قدرتی طور پر کافی اچھی تھی۔وہ خاندان کے اکثر فنکشنز میں کزنز کی فرمائش پر گانا سنایا کرتا تھا۔سو آج بھی وہ اٹھ کر کونے میں رکھے پیانو کے سامنے جا بیٹھا۔اسکی نظریں کچھ فاصلے پر الگ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھلگ بیٹھی ثناء پر جا رکیں جو چپ چاپ نظریں جھکائے اپنے ناخنوں سے کیوٹکس کھرچ رہی تھی۔

تو میرے پیار کا گیت ہے

تو میرے دل کی آواز ہے

میرے ہونٹوں پہ نغمے تیرے

میرے نغموں کا تو ساز ہے

پیانوں کی مدھم سی دھن سے ہم آہنگ ہوتی اسکی بھاری اور گھمبیر سی آواز نے ماحول پر فسوں سا طاری کردیا تھا۔ثناء نے بلا ارادہ ہی نگاہیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔وہ سر جھکائے بجا رہا تھا وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

زندگی کے کسی موڑ پر

ساتھ تیرا نہ چھوڑیں گے ہم

لاکھ توڑے زمانہ ستم

تجھ سے رشتہ نہ توڑیں گے ہم

ہارون نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔دونوں کی نظریں ملی اور ہارون کے ہونٹوں کو مدھم سی مسکراہٹ چھو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو محبت کا ہمراز ہے

تو میرے پیار کا گیت ہے

تو میرے دل کی آواز ہے

میرے ہونٹوں پہ نغمے تیرے

میرے نغموں کا تو ساز ہے

گانا ختم ہوتے ہی سارا حال تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔تبھی ثناء اٹھ کر چپکے سے وہاں سے کھسک گئی۔

NEWERAMAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہمانوں کے جانے کے بعد وہ تھکا تھکا سا اپنے کمرے میں آیا اور بتی جلاتے ہی بستر کی سائیڈ ٹیبل پر پڑے ایک خوبصورت سے پیکٹ نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا تو ایک خوبصورت سی ڈائری اس میں سے پھسل کر گر پڑی۔ہارون نے جھک کر اسے اٹھایا اور پہلا صحفہ کھولا۔ثناء کی موتیوں جیسی لکھائی میں لکھی وہ سطریں چمک رہی تھیں۔سالگرہ مبارک ہو۔خدا آپکو ہزار سال زندگی عطا کرے۔ثناءاکرام۔

ہارون نے سہ بار اس سطر کو پڑھا۔پگلی۔زیر لب کہہ کر وہ مسکرا اٹھا اور ڈائری کو سینے سے بھینچ لیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ثناء آپی! ثناء آپی!۔۔۔۔خوشخبری۔۔۔۔خوشخبری۔نمرہ بھاگی ہوئی آئی اور پھولی سانسوں کے درمیاں اٹک اٹک کر بولی۔

ایسی کونسی خوشخبری ہے جو ہماری نمرہ باؤلی ہوئی جارہی ہے۔ثناء جو دھوبی سے آئے کپڑے سنبھال رہی تھی کام چھوڑ کر نمرہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

آپ بھی سنیں گی تو خوشی سے پاگل ہوجائینگی۔نمرہ نے آنکھیں میچ کر کہا۔

اچھا بس! اب یہ سسپنس ختم کرو۔ثناء نے اسے گھورا۔

اوکے بتاتی ہوں۔۔۔۔ایکچوئیلی میں ابھی ابھی امی ابو کی باتیں سن کر آرہی ہوں۔

یہ کونسی بڑی بات ہے۔ٹوہ لینے کی عادت تو تمہیں بچپن سے ہے۔ثنا برا سا منہ بنا کر بولی۔

اوہو بھئی! آپکے مطلب کی بات ہے سنیں تو سہی۔

سناؤں گی تو سنوں گی ناں۔وہ جھنجھلا گئی۔

ابو ابھی امی کو بتا رہے تھے کہ تایا ابو اور تائی امی نے شوال کی دس تاریخ کو آپکو اور ہارون بھائی کو عمر بھر ساتھ رہنے کی سزا دینے کا عندیہ دیا ہے۔یہ کہتے ہوئے وہ بے اختیار ثناء سے لپٹ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے ہٹو بھی اب۔ثناء نے اسے پرے دھکیلا اور تیزی سے اپنے کمرے کیطرف بڑھ گئی۔اپنے کمرے میں آتے ہی آنسو کسی منہ زور ریلے کی طرح پلکوں کا بند توڑ کر بہہ نکلے۔

یہ تو کھڑے کھڑے منگنی توڑدیں لیکن بیچاری پر ترس آجاتا ہے۔فوزیہ کا یہ جملہ وہ باوجود کوشش نہ بھلا سکی۔

کیا میں اتنی گئی گزری ہوں کہ ہارون مجھ پر ترس کھائے۔ اسکے سینے میں چُبھن سی ہونے لگی۔اے خدایا! ہم لڑکیاں اتنی بے بس کیوں ہوتی ہیں۔نہ ہمیں اپنی مرضی سے جینے کا حق ہے نہ مرنے کا۔اب ساری زندگی ہارون مجھ پر یہ جتائے گا کہ وہ ترس کھا کر مجھے بیاہ لایا ہے، مجھے محبت کی بھیک دی ہے۔۔یوں جیسے میں کوئی بھکارن ہوں۔اسکے حلق میں سوئیاں چُبھنے لگیں۔اک خلش اسے چین نہ لینے دے رہی تھی۔ ترس کا لفظ اسکے دماغ پر ہتھوڑے کیطرح برس رہا تھا۔ دل و دماغ میں اک آگ سی لگی ہوئی تھی جن کی چنگاریاں اسکا جسم جلائے دے رہی تھیں۔ وہ تکیئے میں منہ چھپائے بڑی بے قراری سے روئے چلے جارہی تھی۔ یوں جیسے ساری زندگی کے جمع شدہ آنسو آج ہی بہا دینے کا ارادہ ہو۔

رمضان کا مہینہ شروع ہوتے ہی گھر میں شادی کے ہنگامے جاگ گئے۔ دن رات بازاروں کے چکر لگتے۔ ثناء تو امی اور نمرہ کے ہمراہ کبھی شاپنگ کیلیئے نہ جاتی۔آخری عشروں تک کپڑوں اور زیورات کی تیاری اختتامی مراحل میں داخل ہوچکی تھی۔اور جوں جوں شادی کے دن قریب آرہے تھے، ثناء کا ڈیپریشن بڑھ رہا تھا۔وہ اندر ہی اندر اس بے تحاشہ غم کو لیئے جارہی تھی۔پھر انتیسویں روزے کو چاند نظر آگیا اور محلے سے لڑکیاں انکے گھر جمع ہو کر ڈھولک بجانے لگیں۔اسے مایوں بٹھا دیا گیا۔عید کے روز سے گھر میں مہمانوں کا تانتا باندھ گیا تھا۔دودھیالی رشتے داروں کو زیادہ تر ہارون کے فارم ہاؤس میں ٹھرایا گیا تھا۔ لیکن ثناء کے ننھیالی رشتے دار تو انکے گھر ہی آرکے تھے۔خوب رونق لگی ہوئی تھی۔اور ایسے میں وہ چھپ چھپ کر آنسو بہاتی رہتی۔کبھی جو امی یا نمرہ اسے روتے دیکھ لیتی تو اس سے لپٹ کر خود بھی رونے لگتیں۔گھر میں ایک میلے کا سماں تھا۔کوئی آرہا تھا تو کوئی جا رہا تھا۔اور وہ ان سب باتوں سے بے نیاز اپنے دکھ کو سینے سے لگائے آنے والے ان لمحوں کا انتظار کر رہی تھی جب ہارون اسے اپنی محبت کی بھیک دے گا۔جیسے وہ نہ لے سکے گی نہ پھینک سکے گی۔ کیسے جان گسل لمحات ہونگے وہ۔یااللہ ان لمحوں سے پہلے تو مجھے موت دے دے۔وہ سسک اٹھی۔

پھر بارات کا دن آن پہنچا۔اس نے رو رو کر اپنا برا حال کرلیا تھا۔امی بھی

اسے سینے سے لگائے کتنی ہی دفعہ رو چکی تھی۔محسن بھائی بھی اپنی سوجی سوجی آنکھوں سمیت کتنی ہی دقعہ اسے کمرے میں آئے اور بڑی بے قراری سے چلے گئے۔اور وہ اپنے کندھوں پہ دکھوں کی صلیب اٹھائے چپ چاپ زندہ لاش بنی بیٹھی رہی۔جولائی کی تیز گرمی کے پیشِ نظر فنکشن شام کا رکھا گیا تھا۔عصر کے وقت وہ پالر سے تیار ہو کر نمرہ کے ہمراہ محسن بھائی کی گاڑی میں ہوٹل پہنچی تھی۔تقریباً سبھی مہمان آچکے تھے بس بارات کا انتظار تھا۔اسے برائیڈل روم میں بٹھا دیا گیا۔رشتے دار خواتین وفورِ شوق سے آ کر اسے دیکھتی اور ڈھیروں دعائیں دیتی وہیں براجمان ہوجاتیں۔چھوٹے سے کمرے میں رش لگ گیا تھا۔ثناء کو گھبراہٹ ہونے لگی۔اسی دم بارات آگئی بارات آگئی کی پکار کے ساتھ ہی بینڈ باجوں کا شور سنائی دیا تو بیشتر خواتین اٹھ کر باہر کی طرف لپکی۔نمرہ بھی بارات کے استقبال کیلیئے چلی گئی۔بینڈ باجوں کی دلنواز دھنیں فضا میں بکھر رہی تھیں۔ثناء کے ہاتھ پاؤں سرد پڑنے لگے۔

ارے دلہن کو بھی بارات دکھاؤ اچھا شگون ہوتا ہے۔اسکی ایک دور پرے کی خالہ نے لڑکیوں کو مشورہ دیا تو وہ اسے کھڑکی کے قریب لے آئیں۔جس کے شیشوں کے اس پار باہر کا منظر بڑا واضح ہورہا تھا۔

ارے دیکھ لو اپنے دلہا کو! پھر نہ کہنا ہمیں تو کسی نے پوچھا ہی نہیں۔صبا شرارت سے باز نہ آئی تو اس نے بمشکل پلکیں اٹھائیں۔آف وائٹ شیروانی میں وہ کسی مغلیہ شہزادے کی طرح شاہانہ انداز میں چلتا ہال کی طرف جا رہا تھا۔وہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

چچ چچ بے چارے کو نظر لگاؤں گی ُکیا؟ صبا نے پھر ٹھوکا دیا تو وہ پہلی بار سچ مچ شرما گئی۔پھر کچھ دیر بعد نکاح کا فریضہ انجام پایا وہ امی کے سینے سے لگ کر ایک بار پھر سسک اٹھی۔کھانے کے بعد اسے اسٹیج پر لا کر بٹھایا گیا۔سادہ سادہ رہنے والی ثناء پر آج بڑا روپ آیا تھا۔گہرے سرخ رنگ کے غرارہ سیٹ میں مکمل دلہن بنی ثناء شرمیلے سے انداز میں سرجھکائے عام دنوں سے بڑی منفرد اور دلکش نظر آرہی تھی۔صفیہ بیگم نے تو فوراً اپنی بیگم کی نظر اتاری اور ایک زرتار انچل اسکے سر پر ڈال کر گھونگھٹ بھی نکال دیا مبادا کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ثناء کا گھبراہٹ کے مارے برا حال تھا۔ہارون اپنے کزنز کے جھرمٹ میں اسٹیج تک آیا اور کرسی بٹھائی کی رسم شروع ہوئی۔ہارون بہت چہک رہا تھا۔لڑکیوں کو تاک تاک کر جواب دینے میں تو وہ ویسے بھی ماہر تھا آج تو پھر اسکی خوشی دیدنی تھی۔بلآخر پیسے دے کر ہی اس نے نمرہ سے جان چھڑوائی اور اپنی شریکِ حیات کے پہلو میں بیٹھ گیا ثناء کی رہی سہی ہمت بھی جواب دینے لگی۔دلہا دلہن کو آئینہ دکھایا گیا تو ہارون تو ثناء کا روپ دیکھ کر جیسے مبہوت ہوگیا تھا۔دودھ پلائی کی رسم کے بعد مووی بننے کا سلسلہ شروع ہوا۔دس بجے کے قریب رخصتی کا شور اٹھا۔آج سارے اپنے پرائے ہو رہے تھے۔جس گھر میں زندگی کے بیس سال بتائے آج پرایا ہونے جارہا تھا۔کیسی تلخ حقیقت تھی۔امی، ابو کے مشفق سینوں سے لگ کر اسکا دل چاہا کاش اسے ابھی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسی وقت موت آجائے۔محسن بھائی سے تو وہ ایسی لپٹی کہ سہیلیوں نے پکڑ کر علیحدہ کیا۔ایک بار پھر بینڈ باجوں پر رخصتی کی خوبصورت سی دھن چھیڑ دی گئی۔اور وہ سجی سجائی گاڑی میں ہارون رضا کے سنگ سب کو روتا چھوڑ کر رندگی کے نئے سفر پر آگئے بڑھ گئی۔

سینٹ اور گلاب کی ملی جلی خوشبو کمرے میں اتنی زیادہ تھی کہ یاسمین، گلاب اور موتیا کی خوبصورت لڑیوں سے آراستہ سیج میں بیٹھی ثناء کا دم گھٹنے لگا۔ دروازے پر آہٹ ہوئی تو ائیر کنڈیشنڈ کمرے میں بھی ثناء کی پیشانی پر پسینے کے قطرات چمکنے لگے۔

آداب عرض کرتا ہوں۔ہارون نے بستر کے قریب آکر شوخی بھرے لہجے میں کہا وہ کچھ نہ بولی بس سر جھکائے اپنی دھڑکنوں کا شور سنتی رہی۔

کیسے مزاج ہیں جناب؟ اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔یہ لیجیئے آپکی رونمائی کا تحفہ۔اس کے ہاتھ میں خوبصورت سی انگوٹھی پہناتے ہوئے وہ مسکرا کر بولا اور بڑے پیار سے اس کا گھونگھٹ الٹ دیا۔ثناء نے جلدی سے آنکھیں بند کرلیں۔

ارے یہ تم ہو۔۔وہ تو جیسے مبہوت سا ہوگیا تھا۔ثناء کے سادو سے سانولے سلونے چہرے پر آج حوروں کی سی پاکیزگی تھی۔

ذرا آنکھیں کھولو کہ ہارون رضا آج ان میں ڈوب کر پھر ابھرنا نہیں چاہتا۔ دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرہ تھامتے ہوئے وہ جذبات سے پُر لہجے میں بولا۔ثناء کی گھنیری پلکیں اُس کے رُخساروں پر لرز رہی تھیں اور دل کا عجیب حال تھا۔ ہارون کا یہ رویہ اسکی سوچوں کے بالکل منافی تھا۔اس نے بڑی مشکل سے جھکی جھکی کانپتی پلکیں اوپر کو اُٹھائیں لیکن ہارون کی جذبے لُٹاتی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے پھر سے جھک گئیں۔ہارون اس کے حیا بار چہرے کو دلچسپی سے دیکھتی ہوئے بے اختیار ہنس پڑا۔

سمجھ نہیں آتا یہ شعلہ بار لڑکی آج شرما کیسے رہی ہے ویسے اچھی لگ رہی ہو یوں شرماتے ہوئے۔اسنے مسکرا کر کہتے ہوئے اسکے دونوں ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیئے۔اسکے لمس میں بڑی چاہت اور اپنائیت تھی۔ قریب تھا کہ ثناء اس چاہت پہ ایمان لے آتی ترس کا لفظ کسی ہتھوڑے کی طرح اس کے دماغ پر برسا اور اسنے ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ ہارون کی گرفت سے چھڑوا لیئے۔

ارے کیا ہوا آج کی رات بھی غصے میں ہو۔وہ شریر لہجے میں بولا تو وہ شرم و لحاظ بالائے طاق رکھ کر ہارون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تلخی سے گویا ہوئی۔معاف کیجیئے گا میں بھکارن نہیں ہوں کہ آپ مجھ پر ترس کھا کر میرے دل کے کشکول میں محبت کی بھیک ڈال دیں۔

بھیک ترس یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ ہارون نے از حد حیرت سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

ٹھیک کہہ رہی ہوں پہلے میں یہ سمجھتی تھی کہ آپ محض منگیتر اور کزن ہونے کے ناطے مجھے ستاتے ہیں لیکن سالگرہ کے روز فوزیہ نے جو باتیں کیں وہ آپ کو بھولی تو نہ ہونگی اور آپ نے ان باتوں کی میرے سامنے تصدیق کی تھی۔وہ آنسوؤں کی یُورش میں بولتی چلی گئی۔ہارون کے چہرے پر عجیب ناقابل فہم سے تاثرات ابھرے۔

فوزیہ کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں نے جو کچھ کہا وہ سب مذاق تھا۔اسنے سچائے بیان کی۔

مذاق۔۔نہیں ہارون رضا۔۔میں اسے مذاق نہیں سمجھتی بھری محفل میں کسی کی بے عزتی کرنا آپکے نزدیک محض مذاق ہے کیا آپ نے کبھی یہ بھی سوچا کہ آپکی یہ باتیں کسی کے دل پر کیسی قیامت بن کر گزرتی ہیں۔ہارون رضا آپ کو اتنے بے تحاشہ خوبصورت ہیں لیکن آپکو یہ حق کس نے دیا ہے کہ کسی کی بدصورتی کا مذاق اُڑائیں۔وہ تیز تیز لہجے میں بولتی چلی گئی۔ہارون گنگ سا اسے سنتا رہا۔ایسی سچویشن کے متعلق تو اسنے کبھی تصور تک نہ کیا تھا۔

آپ مذاق کریں اور کسی کا دل ٹوٹ جائے واہ کیا کہنے ہیں آپکے مذاق کے۔ میری بات سنیں ہارون میں نے آپکو بہت چاہا ہے مجھے میری ریاضت کا خدارا یہ صلہ نہ دیں کہ مجھ پر ترس کھا کر جنت میں بھیج دیں۔اگر آپکو میری ریاضت میں کھوٹ نظر آیا تو مجھے دوزخ کی سزا دی دیں۔لیکن ترس نہ کھائیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھ پر۔۔ترس۔۔یہ کہتے کہتے اسکی آواز شدت غم سے حلق میں پھنس گئی اور وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ہارون بوکھلا گیا۔

دیکھو ثناء میں نے تم پر ترس کیوں کھاؤں گا بے وقوف لڑکی۔تم نے اگر مجھے چاہا ہے تو میں نے بھی اپنے دل کے آئینے میں صرف تمہاری ہی صورت سجائی ہے۔اُف اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم اس حد تک حساس ہو تو میں کبھی تمہیں نہ ستایا کرتا۔ہارون کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ اسے کسطرح اپنے دل کا حال بتائے یہ کچھ ہوجائے گا اسکے خواب و خیال میں بھی کبھی نہیں آیا تھا۔ایک وہ تھی کہ مسلسل روئے چلے جارہی تھی۔وہ اسے یونہی روتا چھوڑ کر بستر سے اٹھ گیا۔تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو البم اور ڈائری اسکے ہاتھ میں تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ دیکھو ثناء تمہیں میری محبت کا ثبوت مل جائے گا میرے کہے پر تو تم نے یقین کرنا نہیں۔اس نے البم اور ڈائری اسکے سامنے رکھے مگر اسنے تو چہرے سے ہاتھ تک نہ ہٹائے تھے ہنوز سسکتی رہی۔

ثناء پلیز ایک دفعہ صرف ایک دفعہ۔اس نے منت کرنے والے انداز میں کہا تو ثناء نے چہرے سے ہاتھ اٹھائے۔رونے سے اسکا کاجل پھیل گیا تھا اور آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں۔یہ پاگل پاگل آنکھوں والی ثناء ہارون کو کتنی پیاری لگی تھی۔ اسکا جی چاہا کہ وہ اسے بازوؤں میں بھر کر کہے کہ میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں پگلی محبت صورت کی محتاج کب ہوتی ہے۔مگر وہ کچھ کہے بناء چپ

چاپ جاکر کاؤچ پر بیٹھ گیا۔ثناء نے سوں سوں کرتے ہوئے البم کی طرف ہاتھ بڑھایا۔اور اسے کھولتے ہی جھجھک گئی۔سارا البم اسکی تصویروں سے بھرا پڑا تھا بچپن سے لیکر اب تک کی سبھی تصویریں تھی۔ڈائری کھولی کر دیکھی تو جگہ جگہ اپنا نام پایا۔جگہ جگہ اسکا تذکرہ تھا۔اسکو مخاطب کیا گیا تھا پیار کا بہت خوبصورت سا اظہار کیا گیا تھا۔ثناء یہ سب دیکھ کر ایکبار پھر سے رودی تو ہارون اٹھ کر تیر کی طرح اسکے پاس آیا۔

ارے اب کیوں رو رہی ہو؟وہ جھلا سا گیا۔

مجھے معاف کردیں ہارون۔اسنے روتے روتے اپنے حنائی ہاتھ اسکے سامنے جوڑ دیئے رو ہارون نے ایک طویل سانس بھری اور اسکے دونوں ہاتھ تھام لیئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں ثناء معافی مت مانگو۔پگلی تم بہت نادان ہو۔اتنا بھی نہیں جانتی کہ جس سے محبت ہو اسے ہی ستایا جاتا ہے۔اس نے پیار سے اسکے آنسو اپنی پوروں پر سمیٹے۔

مجھے لگتا تھا میں صورت کے معاملے میں آپ کے لائق نہیں۔وہ اٹکتے ہوئے بولی۔ہارون نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور اسے تھمایا۔

محبت صورت دیکھ کر نہیں ہوتی یہ تو دل کے معاملے ہیں اور ویسے بھی کوئی تمہیں میری نظروں سے دیکھے تو تم سے زیادہ حسین کوئی نہیں۔بات کے

اختتام میں وہ مسکرایا تو ثناء نے سر جھکا لیا۔

اب آپ مبالغہ آمیزی کر رہے ہیں۔وہ شرمائے ہوئے انداز میں بولی تو وہ کھل کر ہنسا۔

ارے صاحب ہم تو ان سیاہ بھنورا سی آنکھوں میں ڈوب کر کسی کام کے ہی نہیں رہے۔ بقول غالبؔ

عشق نے ہم کو نکما بنادیا غالب،

ورنہ آدمی ہم بڑے کام کے تھے۔۔

وہ بڑی شوخی سے گنگنایا تو ثناء نے شرما کر اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فارم ہاؤس میں ولیمے کی پروقار سی تقریب جاری تھی۔باٹل گرین رنگ کے لمبے ایمبرائیڈڈ فراک میں بھاری کامدار دوپٹہ سر پر ٹکائے نفاست سے کی ہےگ ئی ے میک اپ میں اسٹیج پر بیٹھی ثناء کے چہرے پر دائی می خوشیوں کا عکس تھا۔اسکے ساتھ بالکل جڑ کر بیٹھی نمرہ مسلسل اس سے باتیں کر رہی تھی۔کچھ ہی فاصلے پر اسٹیج سے ذرا پرے ہارون سیاہ تھری پیس سوٹ میں اپنی تمام تر مردانہ وجاہت سمیت کھڑا اپنے دوستوں کیساتھ محو گفتگو تھا۔کچھ دیر بعد وہ اسٹیج پر چلا آیا اور اسکے برابر بیٹھ گیا۔

ویسے ہارون بھائی آپ نے میری بہن پر ایک ہی رات میں کیا جادو کردیا ہے یہ تو بس آپکے نام کی ہی مالا جپ رہی ہیں۔نمرہ نے شرارت سے آنکھیں گھما کر کہا تو ثناء جھینپ گ ئی ی۔

یہ محبت کا جادو ہے لٹل سسٹر تم نہیں سمجھوگی۔وہ مزے سے بولا تو نمرہ ہنس دی۔

ویسے آپ میری آپی کو کہیں گھمانے پھرانے بھی لے کر جائیںگے یا نہیں۔نمرہ نے وہ بات پوچھ لی جو وہ چاہ کر بھی نہ پوچھ سکی تھی کہ جھجھک مانع تھی۔

بالکل لے کر جائیںگے جناب پلان ڈن ہے۔انفیکٹ سرپرائیز ہے آپکی آپی کے لیۓ۔ہارون نے مسکراتی نظروں سے ثناء کی طرف دیکھتے ہوۓ نمرہ کو جواب دیا۔تبھی فوزیہ اسٹیج پر چلی آئی ی۔

ہیلو ہارون! ہاۓ ثناء! ویسے کافی بہتر لگ رہی ہو آج۔اس نے نخوت سے کہا۔

ہاۓ فوزیہ۔تم نے ہمیں مبارک نہیں دی۔ہارون نے ہمیشہ کی طرح خیر مقدمی انداز اختیار کرلیا۔

اوہ یس۔۔مبارک ہو تم دونوں کو۔اور خاص طور پر ثناء تمھیں۔خاندان کے سب سے چارمنگ بندے کو لے اڑیں تم۔وہ بظاہر مسکرا رہی تھی مگر مسکراہٹ میں بھی جلن تھی۔

لے اڑی۔۔یہ خوب کہی تم نے فوزیہ جیسے ثناء نہ ہوگ‌ئی‌ی ڈریگن ہوگ‌ئی‌ی جو اتنے لمبے اونچے بندے کو لے کر پھُرررر ہوگ‌ئی‌ی۔وہ مزاحیہ انداز میں بولا۔

محاورتاً کہا ہے بھ‌ئی‌ی۔فوزیہ نے منہ بنا کر کہا۔

اوہ اوکے اوکے۔بیٹھو ناں تم۔ہارون نے سر ہلا کر کہا۔

نو تھینکس میں چلتی ہوں بس تم سے ملنے آئی‌ی تھی۔وہ نخریلے انداز میں بولی۔

اچھا اچھا۔اب تیار ہوکر آؤ گی؟ ہارون نے بہت سنجیدگی سے پوچھا تو بہترین ڈیزائنر وئیر اور میک اپ کی تہیں چہرے پر چڑھائے فوزیہ کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔

تیار ہی تو ہوں۔وہ کھسیانی سی ہوکر بولی۔

اوہ رئیلی۔۔۔ہارون نے اپنی خوبصورت آنکھیں پوری کھول کر اظہارِ حیرت کیا۔مجھے لگا تم تیار ہوئے بناءِ ہی آگ‌ئی‌ی ہو اب جاؤ گی تیار ہونے۔اسکی سنجیدگی ہنوز برقرار تھی۔فوزیہ کے ماتھے پر باقاعدہ پسینے کی بوندیں چمکنے لگیں۔وہ کچھ بھی کہے بناءِ پلٹ گ‌ئی‌ی۔

کیسا رہا۔۔۔؟ اسکے جاتے ہی ہارون نے ثناء کو کان میں سرگوشی کی تو وہ بے

ساختہ سی مسکراہٹ چھپا کر بولی۔اتنی پیاری تو لگ رہی تھی وہ۔

پیاری ہوگی تو اپنے گھر میں۔میری بیوی پہ طنز کرنے والوں کا یہی حال کرونگا میں۔وہ شانے اچکا کر لاپرواہی سے بولا۔

بہت اچھا کیا آپ نے فوزیہ باجی کیساتھ۔ہونہہ خود کو کیٹ ونسلٹ سمجھتی ہیں۔ نمرہ منہ بنا کر بولی۔

کیٹ ونسلٹ صاحبہ اب جاکر اپنے منہ پر غازے کی مزید چار تہیں چڑھا رہی ہونگی۔۔پھر بھی سکون نہ ملے گا۔وہ شرارت آمیز لہجے میں بولا تو نمرہ ہنسنے لگی جبکہ ثناء محض سر ہلا کر رہ گ‍ئ‍ی تھی۔ہارون اپنے نام کا ایک ہی تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کاغان کی حسین ترین وادی میں انکو جھیل سیف الملوک کے بالکل قریب کاٹیج ملا تھا۔ابھی برفباری کا موسم نہ تھا اسلیۓ ادھر آجکل سیاحوں کا رش تھا۔ثنا تو یہاں آکر جیسے کسی طلسم میں قید ہوگ‍ئ‍ی تھی کچھ ایسا ہی سحر ہے اس وادی کے فضاؤں میں کہ جو بھی جاتا ہے مبہوت ہوجاتا ہے۔۔

رات کے وقت جھیل سیف الملوک کا ملکوتی حسن دوچند ہوجاتا ہے۔کہنے والے کہتے ہیں کہ چاندنی راتوں میں اس جھیل کا سحر ہر ذی روح کو مبہوت کرکے اپنی جانب کھینچتا ہے اور لوگ اپنی سدھ بدھ کھو کر اسکی جانب کھنچتے چلے جاتے ہیں۔۔۔

ثناء نے رات کے وقت کھڑکی سے باہر جھانکا اور مبہوت رہ گئی۔مطلع بالکل صاف ہونے کے باعث آسمان پر چودھویں کا چاند پوری آب و تاب کیساتھ دمک رہا تھا۔اونچے اونچے پہاڑ اونگھ رہے تھے اور جھیل کی شفاف سطح اس سمے ایسا تاثر دے رہی تھی جیسے کسی بہت بڑے آئینے کو زمین پر رکھ دیا ہو اور چاند اسمیں اپنا عکس دیکھ رہا ہو۔واؤ۔۔بے اختیار اسکے منہ سے نکلا۔

کیا ہوا؟ ہارون اسکے عین عقب میں آ کھڑا ہوا اور باہر جھانکا۔

بیوٹی فل۔۔وہ بھی بے اختیار کہہ اٹھا۔

باہر چلیں ہارون؟ ثناء نے پلٹ کر پوچھا۔

چلو۔اسنے سر کو خفیف سی جنبش دی وہ دونوں باہر آئے۔دور دور تک پھیلی چٹانوں پر چاندنی کھیت کررہی تھی۔فضاء میں جنگلی پھولوں کی تیز مہک گونج رہی تھی۔ہلکی ہلکی خنک ہوا سے جھیل کنارے لگے جنگلی پھول لہرا رہے تھے یوں جیسے پریاں رقص کررہی ہوں۔وہ دونوں چلتے ہوئے جھیل سے کچھ فاصلے پر رک گئے۔

یہ سب خواب جیسا ہے۔ہے ناں ہارون۔۔وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

پتہ ہے میں یہاں پہلے بھی کئی بار آچکا ہوں مگر یہ نظارہ اتنا ساحر پہلے کبھی نہ لگا۔جانتی ہو کیوں؟ وہ اسکی جانب دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا۔

کیوں؟ ثناء نے گردن گھما کر اسکی طرف دیکھا۔

کیونکہ پہلے کبھی بھی تم میرے ساتھ نہ تھی۔۔اور میری زندگی کے تو سب رنگ ہی تم سے ہیں ثناء۔اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں سجا کر وہ سچائیوں سے معمور لہجے میں بولا تو ثناء کی آنکھیں چمکنے لگیں۔اس طلسماتی ماحول میں اپنے حسین ترین شریک حیات کے منہ سے اتنا پیارا اعتراف محبت اسکی روح تک کو سرشار کرگیا تھا۔ہارون کی دائیں بازو کو اپنی گرفت میں لیکر اسنے اسکی شانے سے سرٹکا دیا۔رات قطرہ قطرہ بھیگنے لگی تھی۔

امی امی جان دیکھیے تو کون آیا ہے۔رانی بھاگتی ہوئی آئی تو صفیہ بیگم نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کون آگیا ہے جو اتنا شور مچا رہی ہو؟ انہوں نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

آپ چلیں تو۔رانی ماں کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کمرے سے باہر کھینچتے ہوئے بولی۔

ارے چھوڑ تو میرا ہاتھ لڑکی میں خود دیکھ لیتی ہوں۔انہوں نے جھلا کر اپنا ہاتھ بیٹی کی گرفت سے چھڑوایا اور کمرے سے باہر نکلیں۔سامنے سے آتے ثناءِ اور ہارون کو دیکھ کر انکا دل باغ باغ ہوگیا۔ثناء!۔۔ارے میرے بچے آگئے۔۔۔میں صدقے میں قربان۔۔کیسے ہو تم دونوں کیسا رہا ہنی مون؟ انہوں نے آگے بڑھ کر والہانہ انداز میں ثنا کو خود سے بھینچا۔

ارے ہمیں تو بالکل ہی اگنور کردیا امی جان۔ہارون منہ بنا کر بولا تو سبھی ہنس پڑے۔

ارے تم اور ثنا تو میرے گھر کی روشنی ہو۔صفیہ بیگم نے پیار سے ہارون کے سر پہ ہلکی سی چپت لگائی ی۔

بس تو پھر بلب لگانے کی کیا ضرورت امی جان۔۔ہارون نے ہنس کر کہا تو سارے گھر میں قہقہے گونج اٹھے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

مے آئی ی کم ان سر؟ ایک مہین سی آواز پر ہارون نے سر اٹھا کر دیکھا۔ایک نازک سی الٹرا ماڈرن اور کم عمر لڑکی آفس کے دروازے پر کھڑی اجازت طلب انداز میں اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔

یس کم ان۔ہارون نے سر کو خفیف سی جنبش دیکر کہا تو وہ اندر داخل ہوئی ی۔

پلیز بی سیٹڈ۔ہارون نے کرسی کی جانب اشارہ کیا تو وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی فائی ل اسکے سامنے رکھتے ہوئے کرسی گھیسٹ کر بیٹھ گ ئی ی۔ہارون نے فائی ل کھول کر ایک طائی رانہ نظر اس لڑکی کی سی وی پر دوڑائی ی۔اور پھر اسکی طرف دیکھ کر پروفیشنل لہجے میں گویا ہوا۔جی مس ربیعہ وقار آپ ویب ڈیزائی نر کی جاب کے لی ئے تشریف لائی ی ہیں؟

جی سر۔اسکا لہجہ اور انداز با اعتماد تھا۔

اس فیلڈ میں آپکا اس سے قبل کوئی ی تجربہ؟

تجربہ تو نہیں ہے سر انفیکٹ میں نے اپنا بی ایس پچھلے ماہ ہی مکمل کیا ہے۔اس نے جواب دیا۔ہارون نے سر جھکا کر ایک نظر اسکے ڈاکیومنٹس کی کاپیوں پر بھی ڈالی۔اسکا اکیڈمک ریکارڈ کافی اچھا تھا اور اسنے تعلیم بھی معیاری تعلیمی اداروں سے حاصل کر رکھی تھی مگر وہ سب ادارے کراچی کے تھے۔

آپ کراچی سے آئی ی ہیں؟ اسنے سوال کیا۔

جی سر۔جاب کی تلاش میں آئی ی ہوں۔اسنے جواب دیا۔ہارون نے ایک نظر اس لڑکی پر ڈالی جو بمشکل چوبیں برس کی ہوگی، چہرے پر معصومیت تھی۔اس نے ایک طویل سانس لی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویل مس یہ کمپنی مسٹر آصف رحمن کی ہے آجکل وہ ایک بزنس ٹور کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں سو انکی غیر موجودگی میں میں انکی کرسی سنبھالے ہوا ہوں۔آپکی کارکردگی دیکھنے کیلیۓ آپکو ایک ماہ کے پروبیشن پیریڈ پر رکھا جائے گا اگر آپ نے اچھا پرفارم کیا تو جاب مستقل کردی جائے گی۔ ہمارا پے پیکج انشاللہ آپکی توقعات سے بڑھ کر ہوگا۔جاب کی بقیہ تفصیلات آپکو مس قدسیہ بتادینگی۔اسنے پروفیشنل انداز میں کہتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر سیکریٹری کو اس لڑکی کے متعلق ہدایات جاری کیں اور ریسیور رکھ کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔آپ جاسکتی ہیں۔مس قدسیہ آپکو گائیڈ کردینگی۔اسنے اسکی

فائی ل اسکی جانب کھسکاتے ہوئے کہا تو وہ شکریہ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی ی اور اپنی فائی ل سنبھال کر جانے کو پلٹی۔

سنیں مس ربیعہ آپ اسلام آباد میں کہاں ٹھہری ہیں؟ اس نے بے اختیار ہی پوچھ لیا۔

جی یہاں میرے ماموں رہتے ہیں انہی کے پاس رہتی ہوں۔اسنے پلٹ کر مدھم آواز میں جواب دیا تو ہارون نے سر ہلا کر اسکے جانے کی اجازت دی اور اسکے جانے کے بعد اپنے کام کی جانب متوجہ ہوگیا۔

آج بہت دیر کردی آپ نے؟ وہ گھر پہنچا تو ثنا کو اپنے انتظار میں جاگتے پایا۔

ہاں یار۔آج کام کچھ زیادہ ہے اور ہمارے سٹاف میں ایک لڑکی کراچی سے آئی ی ہے اسکو کام کے متعلق سمجھاتے دیر ہوگئی ی۔اس نے تھکے انداز میں بستر کنارے ٹکتے ہوئے جواب دیا۔

اچھا جناب میں نے آپ سے کوئی ی وضاحت تو طلب نہیں کی۔ثنا نے اس کا کوٹ الماری میں ہینگ کرتے ہوئے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔

اچھا لیکن اب کیا ہوسکتا ہے اب تو بتا ہی دیا۔جوتے اتارتے ہوئے وہ ہلکے سے ہنسا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھانا گرم کروں؟

ہاں پلیز بہت بھوک لگ رہی ہے۔تم نے کھانا کھایا؟ جوتے اتار کر اٹھتے ہوئے اسنے پوچھا۔

آپکے بغیر پہلے کبھی کھایا ہے؟ اسنے الٹا سوال پوچھا تو ہارون کو اس پر ٹوٹ کے پیار آیا۔

میری پکی مشرقی زوجہ محترمہ اگر مجھے دیر ہوجاتی ہے تو آپ کھانا کھا لیا کریں۔بھوکی مت رہا کریں۔اسے شانوں سے تھام کر اسنے محبت سے کہا۔

مجھے اچھا لگتا ہے آپکا ویٹ کرنا اور آپکے ساتھ کھانا کھانا۔وہ جواباً سادگی سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آئی لو یو سویٹ ہارٹ۔اس کے بال بگاڑتے ہوئے وہ پیار بھرے لہجے میں بولا تو وہ مسکرا دی۔

چلیں فریش ہوجائیں میں کھانا لاتی ہوں۔

کبھی آئی یو ٹو بھی کہہ دیا کرو کنجوس لڑکی۔وہ منہ بنا کر بولا تو وہ سر نفی میں ہلا کر ہنستی ہوئی بھاگ کر کمرے سے چلی گئی۔ہارون مسکراتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

پچھلے دو گھنٹوں کی مسلسل بارش نے اسلام آباد کے موسم کو بہت خوشگوار بنا دیا تھا گرمی کا زور ٹوٹ گیا تھا۔ہارون نے اپنے دفتر کی کھڑکی کے بلائنڈرز ہٹا کر باہر جھانکا۔سڑکیں گیلی تھیں اور ساری فضا دھلی دھلائی ی تھی۔آسمان پر ابھی بھی سیاہ بادل منڈلا رہے تھے۔اسنے ثنا کو کال ملائی ی۔

اُسلام علیکم ثنا کی مسکراتی آواز سن کر اسکی ساری تھکن جیسے دور ہوگ ئی ی تھی۔

وعلیکم السلام کیا حال ہے میری جان؟ وہ محبت بھرے لہجے میں بولا۔

بالکل ٹھیک۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

ابھی کام سے فارغ ہوا ہوں۔اور اب اپنی پیاری سی بیوی کو یاد کررہا ہوں۔

تو گھر آجائیں ناں۔وہ ہنستے ہوئے بولی۔

آجاؤں؟ وہ مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا کر بولا۔

بالکل آجائیں۔میں پکوڑے بنانے کا سوچ رہی ہوں آپ بھی جوائن کرلیں۔

اسکا موڈ بہت خوشگوار تھا۔

واؤ۔۔پکوڑے اور گرما گرم چائے۔ہارون نے چٹخارے لیتے ہوئے کہا۔

اور املی کی چٹنی بھی۔ثنا نے اضافہ کیا۔

بس میں فوراً سے پیشتر آیا۔جلدی سے چائے ریڈی کرو۔اور ہاں اپنا وہ براؤن

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

والا سوٹ پہن لو اسمیں تم بہت کیوٹ لگتی ہو۔بائے بائے۔اسنے جلدی جلدی کہتے ہوئے کال بند کی اور اپنا لیپ ٹاپ بند کرکے بیگ میں ڈالا۔موبائل جیب میں ڈالا گاڑی کی چابیاں اور بیگ اٹھا کر آفس سے باہر نکلا۔مس قدسیہ میں گھر جارہا ہوں اگر کوئی ضروری کام ہو تو مجھے کال کرلیجیئے گا۔

سیکریٹری کو ہدایت جاری کرکے وہ لفٹ کے ذریعے نیچے آیا اور پارکنگ کی طرف جاتے ہوئے گیٹ کے پاس کھڑی ربیعہ کو دیکھ کر چونک گیا۔آسمان پھر سے پورا بادلوں سے ڈھک چکا تھا اور بارش آنے کو تھی۔اسنے پارکنگ سے اپنی گاڑی نکالی اور ربیعہ کے پاس لیجاکر روک دی وہ جو اپنے خیالات میں گم تھی بے طرح چونکی۔

آئی ایم سوری مس میں ڈراپ کردوں۔اس نے کھڑکی کا شیشہ گراتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔

نو تھینک یو سر۔میں ٹیکسی سے چلی جاؤں گی۔اسنے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔

اس موسم میں آپکو جلدی جلدی ٹیکسی نہیں ملے گی۔آجائیے میں ڈراپ کردونگا آپکو۔وہ پر خلوص لہجے میں بولا تو ربیعہ نے ادھر ادھر دیکھا۔

بارش شروع ہوجائے گی تو آپکا جانا اور مشکل ہوجائے گا۔پلیز گیٹ اِن ویسے بھی شام ہورہی ہے ایسے میں آپکا تنہا سڑک پر کھڑا ہونا اچھا نہیں لگتا۔اسنے نرم لہجے میں کہا تو اب کی بار وہ ہارون کی پرکشش آفر کو ٹھکرا نہ سکی اور

گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گ ئی ی۔گاڑی چل پڑی۔

ویسے آپ روز کیسے آتی جاتی ہیں؟ ہارون نے ونڈ اسکرین پر نظریں جمائے ہوئے پوچھا۔

بس سے۔ربیعہ نے جواب دیا۔وہ بار بار اضطراری انداز میں اپنی پیشانی مسلنے لگتی۔

آپ کچھ پریشان ہیں؟ ہارون سے رہا نہ گیا تو پوچھ بیٹھا۔

نو نو سر ایسا کچھ نہیں۔وہ گڑبڑا گ ئی ی۔

اوں ہوں کوئی تو بات ہے۔ہارون نے سر ہلا کر نرمی سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

کچھ نہیں سر بس یہ سوچ کر پریشانی ہورہی تھی کہ گھر والے پریشان ہورہے ہوں گے۔اسنے بودی سی دلیل پیش کی۔

اونہوں یہ بات تو مانی نہیں جاسکتی۔ہارون نے نفی میں سر ہلایا۔

کیوں سر؟ ربیعہ نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

اسلیۓ کہ آپکے گھر والے بھی جانتے ہونگے کہ بارش کا موسم ہے اور آپ بس سے آتی جاتی ہیں سو آپکو دیر ہو ہی جائیگی۔اصل بات کچھ اور ہے جو آپ چھپا رہی ہیں۔ہارون نے اپنی بات پر زور دیکر کہا پھر کچھ توقف کے بعد بولا۔میری دو بہنیں ہیں دونوں مجھ سے چھوٹی ہیں انمیں سے ایک بیاہ کر

سعودیہ چلی گ ئی ی ہے۔جب سے وہ گ ئی ی ہے ہمارے گھر کی رونق بہت کم ہوگ ئی ی ہے۔وہ مجھ سے بہت اٹیچڈ تھی۔اپنی ہر پریشانی اور خوشی سب سے پہلے مجھ سے ش ئی یر کرتی تھی۔اب بھی اسکے گھر میں جو بھی بات ہو وہ سب سے پہلے مجھے میسیج کرتی ہے۔جانتی ہو جس روز پہلی بار تمہیں دیکھا تو لگا الماس میری بہن میرے سامنے آگ ئی ی ہے۔وہ بھی جب اداس ہوتی تو ایسے ہی کھو جاتی تھی۔وہ نرم لہجے میں بولتا گیا اور ربیعہ بے اختیار روپڑی۔ہارون نے گاڑی سڑک کنارے روکی اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔میں نے تمہیں اپنی بہن مان لیا ہے کیا تمہیں میں بھائی ی جیسا لگتا ہوں؟اسکا لہجہ اتنا اپنائیت بھرا تھا کہ دکھوں کی ماری ربیعہ کی ہچکیاں بندھ گ ئی یں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر میں۔۔وہ اٹکتے ہوئے بولی۔

ارے بھ ئی ی بھیا بولو۔میرے گھر میں سب چھوٹے مجھے بھیا بولتے ہیں۔تم بھی مجھے بھیا کہنا ٹھیک ہے ناں؟ وہ اپنے ازلی نرم لہجے میں بول رہا تھا ربیعہ نے نم آنکھوں سے اس خوبصورت سے انسان کی طرف دیکھا جس کا دل اسکے چہرے سے زیادہ پیارا تھا۔

ارے لیکن رکو۔۔غلطی ہوگ ئی ی۔ثنا بھی مجھ سے چھوٹی ہے مگر وہ مجھے بھیا نہیں کہتی۔پوچھو کیوں؟ وہ اب اپنے مُخصوص شوخ انداز میں بول رہا تھا۔

کیوں سر؟ ربیعہ نے کچھ بھی نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

ارے یہی تو میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔

آپ ہی بتادیں میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔وہ بے حد معصومیت سے بولی تو ہارون زور سے ہنس دیا۔

اسلیۓ مس ربیعہ وقار کہ وہ میری اکلوتی لاڈلی بیوی ہے۔اسکے انکشاف پر ربیعہ کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گ‌ئی۔

یعنی میری بھابھی جان بھی ہیں۔اسکا موڈ بہت خوشگوار ہوگیا تھا۔

بالکل ہیں۔جلد تمہیں ملواؤں گا اس سے۔ہارون نے سر ہلاکر کہا۔

اچھا تصویر تو دکھادیں۔وہ مان سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں یہ لو۔ہارون نے ڈیش بورڈ سے اپنا موبائل اٹھا کر اسمیں سے اپنی شادی کی تصویریں نکال کر موبائل ربیعہ کو تھمایا اور گاڑی پھر سے اسٹارٹ کرکے آگے بڑھادی۔

کتنی پیاری ہیں بھابھی۔۔ماشاٗ اللہ۔آپ بہت لکی ہیں۔ربیعہ وفور شوق سے ایک ایک تصویر دیکھ رہی تھی۔کب ہوئی آپکی شادی؟

چار ماہ پہلے۔

یعنی نیولی ویڈ کپل۔وہ مسکرا کر بولی۔اسکے چہرے پر مسرت تھی ہارون بھی مسکرایا۔

بالکل۔ادھر دوسرے فولڈر میں ہمارے ہنی مون کی تصویریں بھی ہیں۔اسنے ربیعہ کو بتایا وہ جلدی سے فولڈر کھول کر تصویریں دیکھنے لگی۔

واؤ جھیل سیف الملوک۔وہ ایکسائیٹڈ لہجے میں بولی۔جلدی جلدی سب تصویریں دیکھتے ہوئے اسکی خوشی دیدنی تھی۔

بہت بہت بہت اچھا کپل ہے آپ دونوں کا سر۔موبائل واپس ڈیش بورڈ پر رکھتے ہوئے اسنے دل سے تعریف کی تھی۔

سر۔۔ہارون نے اسے گھورا۔

ارے ارے۔۔آپ نکل گئے۔گھر پچھلی سڑک پر ہے۔وہ جلدی سے بولی تو ہارون نے گاڑی بیک کی۔کچھ لمحوں بعد اسنے گاڑی اسکے گھر کے سامنے روک دی۔

تھینک یو سو مچ سر۔

پھر سر۔۔۔وہ مصنوعی غصے سے بولا تو وہ ہنس دی۔

اچھا میری پیارے بھیا آپ اپنی بہن کے گھر نہیں آئینگے؟ ربیعہ کے چہرے پر مسرت کی سرخیاں تھیں۔

ضرور آؤں گا مگر ابھی نہیں کیونکہ آپکی بھابھی محترمہ چائے تیار کیے بیٹھی ہیں اگر میں لیٹ پہنچا تو خیر نہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے آپ بھابھی سے ڈرتے ہیں؟وہ شرارت سے بولی۔

ظاہر ہے۔سارے شریف شوہر ڈرتے ہیں۔وہ شانے اچکا کر بولا۔اچھا اب اترو بھی دراز ہی ہوتی جارہی ہو۔اسنے یکدم اسے گھورا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

توبہ کسے بےمروت بھائی ی سے پالا پڑا ہے۔وہ گاڑی سے اترتے ہوئے بولی۔
اچھا اللہ حافظ سر۔وہ کھڑکی پر جھک کر شرارت سے بولی تھی۔ہارون نے اسے گھورا تو ہسنتی ہوئی ی جھپاک سے اندر بھاگ گ ئی ی۔ہارون نے مسکراتے ہوئے گاڑی آگے بڑھادی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آرکسٹرا کی ہلکی ہلکی دھن پر چوبی فرش پر دھیرے دھیرے پاؤں مارتا ہوا ہارون رضا کچھ بے چین سا نظر آرہا تھا۔

کچھ چاہیئے سر؟ویٹر نے ایک بار پھر آکر اُس سے پوچھا۔

اوہ نہیں مجھے کسی کا انتظار ہے۔وہ بیزاری سے بولا۔

بہتر سر۔ویٹر نے کندھے اچکائے اور دائیں جانب مڑ گیا۔

السلام علیکم ! بھیا رابعہ کی چہکتی ہوئی ی آواز پر اس نے چونک کر گردن گھمائی ی۔

اوہ رابی کی بچی تمہیں خدا سمجھے۔اتنی دیر کردی۔میں پچھلے آدھے گھنٹے سے

تمہارے انتظار میں سوکھ رہا ہوں۔ہارون نے مصنوعی خفگی کا اظہار کیا۔

دھیرج بھیا دھیرج۔۔اپنی سی کہے جائیں گے کہ کسی اور کی بھی سنیں گے۔ رابعہ مسکراتے ہوئے بولی۔

ہاں کہو۔

دراصل جنابِ عالی! ہم تو ٹائم سے پہلے نکل آئے تھے۔لیکن ہم آپ کی طرح کار والے تو ہیں نہیں، یہاں تو گھنٹوں بس کے چکر میں خوار ہونا پڑتا ہے۔اُس کے لہجے میں دُکھ کا عنصر نمایاں تھا۔

ارے پگلی! اس میں اتنا اُداس ہونے والی کیا بات ہے۔تم نے مجھے کہا ہوتا میں تمہیں پک کرلیتا۔ہارون نے اُس کے دکھ کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

اچھا چھوڑیں ان باتوں کو یہ بتائیں کہ آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟ رابعہ نے اُس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

وہ بھی بتاتا ہوں۔پہلے یہ بتاؤ کہ کیا لوگی؟

ایپل جوس منگوالیں۔رابعہ نے مینو میں مشروبات کی فہرست پر ایک طائرانہ نظر دوڑاتے ہوئے جواب دیا۔ہارون نے بیرے کو طلب کرکے آرڈر دیا اور رابعہ کی طرف متوجہ ہوا۔

میں تمہارے متعلق جاننا چاہتا ہوں امید کرتا ہوں کہ تم بُرا نہیں مانوگی۔ہارون

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نے تمہید باندھی۔

کیا جاننا چاہتے ہیں بھیا۔رابعہ نے مدھم آواز میں پوچھا۔

اس روز تم کچھ زیادہ ہی اداس تھی۔ہارون نے قصداً جملہ ادھورا چھوڑا۔

اُس دن کیا بھیا میں تو ہر وقت ہی اُداس رہتی ہوں۔وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولی۔

اسی اداسی کی وجہ تو جاننا چاہتا ہوں میں۔ہارون نے کہا۔

چھوڑیں بھیا۔میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔

دیکھو رابی میں نے تمہیں بہن کہا ہے اور بہنیں بھائیوں سے کچھ نہیں چھپاتیں۔ہارون کے لہجے میں محبت بھرا استحقاق تھا رابعہ چند لمحے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو گھورتی رہی اسی اثنا میں بیرا انکا آرڈر میز پر سجا گیا۔

ہم چار بہن بھائی ہیں میں سب سے چھوٹی ہوں۔دونوں بھائی اپنے اپنے گھر والے ہیں۔بہن اپنے شوہر کیساتھ کینیڈا میں مقیم ہے۔میں دسویں کلاس میں تھی جب میرے اباجان کا انتقال ہوگیا۔بڑا بھائی کماتا تھا گھر کا خرچ آسانی سے چل رہا تھا۔امی جان نے اپنی زندگی میں سب کے گھر بسا دیئے تھے۔ میری منگنی بھی ابو کے ایک دور پار کے کزن کے بیٹے راحیل سے کردی گئی تھی۔راحیل منگنی کے بعد تعلیم مکمل کرنے کی غرض سے یوکے چلے

گ‌ئی‌ے میرا ان سے خط کے ذریعے رابطہ رہتا ہے۔زندگی نارمل سے انداز میں چل رہی تھی کہ اچانک پچھلے برس امی کا انتقال ہوگیا۔اور امی کے بعد تو جیسے میرے لی‌ئے ساری دنیا کے دروازے بند ہوتے چلے گ‌ئی‌ے۔بھائیوں کو میں بوجھ لگنے لگی۔بھاوجوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چُبھنے لگی۔ سسرال والوں نے بھی نظریں پھیر لیں۔ک‌ئی‌ی ماہ سے راحیل نے بھی کوئ‌ی رابطہ نہیں کیا۔۔ماموں نے اپنے پاس بلا لیا تو میں ادھر چلی آئ‌ی۔ قسمت یاور تھی کہ نوکری مل گ‌ئی‌ی۔آپ یقین کرینگے بھیا کہ میرے بھائ‌ی جو اتنی اونچی اونچی پوسٹوں پر ہیں، کسی نے ایکبار بھی نہ کہا کہ میں انجان شہر جاکر دھکے کیوں کھاؤں، وہ تو الٹا خوش ہوئے۔جھوٹے منہ بھی نہ روکا مجھے۔وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔ہارون کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ اس دکھی لڑکی کا غم کیسے بانٹے۔

میں اکثر سوچتی ہوں کہ آپ کی بہنیں کتنی خوش قسمت ہیں کہ انہیں آپ جیسا مخلص اور چاہنے والا بھائ‌ی ملا۔رابعہ نے سچائ‌ی سے کہا۔

اچھا۔ہارون نے اسے گھورا۔تم بد قسمت ہو۔۔ٹھیک ہے نہ سمجھو مجھے اپنا بھائ‌ی۔وہ منہ بنا کر بولا تو رابعہ کو خواہ مخواہ ہنسی آگ‌ئی‌ی۔

ہاں ہاں ہنس لو، میں تو پاگل ہوں جو تمہیں اپنی بہن سمجھتا ہوں۔وہ بالکل سنجیدہ اور متین لہجے میں بولا۔

ننھی منی۔وہ اتنے زور سے ہنسی کہ ارد گرد بیٹھے لوگ انکی طرف متوجہ ہوگ ئی ے۔

ارے ارے احمق لڑکی۔ہارون نے جلدی سے کہا۔کیا کہیں گے لوگ انہیں ہوٹل میں بیٹھنے کی بھی تمیز نہیں۔ہارون نے اسے گھورا تو رابعہ نے فوراً اپنی ہنسی کو بریک لگائے۔

چلو جوس ختم کرو پھر تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔ہارون نے پیار بھرے انداز میں کہا تو وہ اپنے جوس کی طرف متوجہ ہوگ ئی ی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہارون گھر میں داخل ہوا غیر معمولی سناٹے نے اُس کا استقبال کیا۔

امی جان۔وہ آواز دیتا ہوا لاؤنج سے ہوتا کچن میں آیا۔خانساماں چولہے پر رکھی کسی پتیلی میں چمچ چلا رہا تھا آہٹ پر اسکی جانب پلٹا۔

سلام صاحب۔

وعلیکم السلام! سب لوگ کدھر گ ئی ے ہیں؟ اس نے پوچھا۔

جی چھوٹی باجی اور بیگم صاحبہ بازار گ ئی ے ہیں فہد صاحب ابھی یونیورسٹی سے نہیں لوٹے۔بڑے صاحب بھی کہیں گ ئی ے ہوئے ہیں۔اور دلہن بیگم سورہی ہیں۔خانساماں نے تفصیل بتائی ی تو وہ سر ہلاتا ہوا کچن سے نکل کر اپنے کمرے

کیطرف چلا آیا۔ثنا کو بے خبری سے سوتا دیکھ کر وہ قدرے حیران ہوا تھا کیونکہ وہ دوپہر میں سونے کی عادی نہ تھی۔کپڑے تبدیل کرکے وہ ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ملازم کھانا لے آیا۔

ثنا نے کھانا کھایا؟ اس نے پوچھا۔

نہیں جی۔ملازم جواب دے کر چلا گیا۔

ثنا کو جگا لوں۔اُس نے سوچا پھر اُٹھ کر اسکے سرہانے آیا اور اسکے شانے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ ارے ارے بھیا بھابھی کو مت اُٹھائیے کی پکار پر چونک گیا۔رانی ٹپک پڑی تھی۔

تم۔۔ہارون نے اپنی بھوری بھوری آنکھیں پھیلا کر اُسے گھورا۔جی ہاں میں۔رانی نے کمر پر ہاتھ جما کر اکڑ کے کہا۔تبھی امی، ابو اور فہد بھی چلے آئے۔

ارے آپ سب گھر پر ہیں۔وہ حیرت سے بولا۔

جی۔ارادہ تو یہ تھا کہ دروازہ ہی نہ کھولا جائے جب تک آپ مٹھائی کا ٹوکرا سر پر اُٹھا کر نہ لائیں۔فہد مسکراتے ہوئے بولا۔

لیکن کیوں؟ ہارون نے اب تقریباً غصے میں آکر قدرے اونچی آواز میں بولا۔

آہستہ بھئی دلہن کی طبیعت ٹھیک نہیں۔امی جلدی سے بولیں۔تو وہ گھبرا کر ثنا کے سرہانے بیٹھ گیا جس کی نیند اب کچی ہونے لگی تھی۔

کک۔۔کیا ہوا ثنا کو؟

کچھ بھی نہیں۔۔اب ٹھیک ہے۔امی بڑے آرام سے بولیں۔

لیکن امی۔۔اسکا دل ڈوبنے لگا۔نجانے ثنا کو کیا ہوا تھا۔وہ سوچ سوچ کر پریشان ہوا جارہا تھا اور سب گھر والے کتنے اطمینان سے کھڑے تھے، وہ پزل ہو گیا۔

ارے میرے پیارے بھیا پریشان مت ہوں۔رانی کو بلآخر اس پہ ترس آگیا۔
اصل میں آپ۔۔۔نہیں نہیں میں۔۔نہیں نہیں امی۔۔وہ بولتے بولتے آنکھیں میچ کر مسکائی ی۔

کچھ پھوٹو بھی۔وہ جھنجھلایا۔

ایکچوئیلی بات یہ ہے کہ امی جان دادی بننے والی ہے۔رانی نے دھاکہ کیا۔

کیا؟؟ ہارون کے منہ سے یہ الفاظ نکلنے مشکل ہوگئے تھے۔اسی اثنا میں ثنا بھی جاگ چکی تھی اور مندی مندی سی نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

ہاں بھئی۔مبارک ہو۔جا رانی بھائی کا منہ میٹھا کروا۔اور فہد تم آؤ میرے ساتھ بھابھی کے گھر مٹھائی دے آئیں۔امی کے حکم پر مجمع برخواست ہوگیا۔ہارون نے ثنا کی طرف دیکھا جو شرمیلی سی مسکان ہونٹوں پر سجائے اٹھ بیٹھی تھی۔

تھینک یو ثنا۔اُس نے اسکے دونوں ہاتھ تھام کر گرم جوشی سے کہا تھا۔اس سے

ان دونوں کی آنکھوں میں دائمی خوشیوں کا عکس تھا۔

نہیں پہلے میری۔۔نہیں جی پہلے میری سننی پڑے گی۔رابعہ نے ہاتھ ہلا کر شور مچانے والے انداز میں کہا۔

آل رائٹ بھئی تم بولو۔ہارون نے ہتھیار ڈالے۔

وہ۔۔آپ خود ہی پڑھ لیں۔رابعہ نے شرمیلے انداز میں انگلیاں مروڑتے ہوئے ایک کاغذ کا ٹکڑا اسکی طرف بڑھایا تو ہارون نے کاغذ اس کے ہاتھ سے لے کر اس پر نظریں دوڑائیں۔یہ راحیل کا خط تھا جو اگلے ہفتے واپس آرہا تھا اسنے رابعہ کو یقین دلایا تھا کہ وہ کسی بھی حال میں رابعہ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔

ہوں۔۔یہ تو بہت اچھی بات ہے۔دیکھا اس دنیا میں اچھے لوگوں کی کمی نہیں ہے۔راحیل واقعی ایک اچھا انسان ہے۔ہارون نے خط پڑھنے کے بعد پر مسرت لہجے میں کہا رابعہ کی آنکھیں بھرآنے لگیں۔

ارے یہ کیا تم رو رہی ہو۔نہیں بہنا خوشی کے موقع پر نہں رویا کرتے۔اس نے شفقت سے پر لہجے میں کہا تو رابعہ نے اپنی آنکھیں صاف کرڈالیں۔

یہ تو خوشی کے آنسو ہیں بھیا۔وہ روئے روئے لہجے میں بولی۔

اچھا میرے پاس بھی تمہارے لئے ایک خوش خبری ہے لیکن شرط یہ ہے کہ

اب تم روؤ گی نہیں۔ہارون ہاتھ اٹھا کر بولا۔

نہیں نہیں اب نہیں روؤں گی۔

گڈ پھر سنو۔تم پھپھو بننے والی ہو۔ہارون نے مسکراتے ہوئے بتایا تو وہ جیسے خوشی سے اُچھل پڑی۔

سچ بھیا۔۔یا اللہ یہ کتنا پیارا دن ہے۔آج تو خوشیاں سنبھالے نہیں سنبھل رہیں۔ تیرا شکر میرے مالک۔وہ دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھائے رب کا شکر ادا کرنے لگی ہارون مسکرانے لگا۔

اچھا ایسا ہے کہ راحیل سے میری بات کرواؤ۔تمہاری شادی کے متعلق بات کرونگا اس سے۔اور ہاں شادی کی جو بھی شاپنگ ہے وہ میں کرواؤں گا تمہیں۔اسنے کچھ دیر بعد سنجیدگی سے کہا۔

میں نے بھائیوں کو میسیج کیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ جب راحیل آئیں گے تب دیکھا جائے گا۔اسنے اداسی سے جواب دیا۔

چھوڑو تم سب کو۔میں ہوں ناں اور تمہارے ماموں بھی تمہارے ساتھ ہیں۔تم اپنے بھائیوں کو انکے حال پر چھوڑدو اور راحیل سے میری بات کرواؤ۔ہارون نے بالکل بڑے بھائیوں کے سے انداز میں ذمے دارانہ لہجے میں کہا تو رابعہ مسکرا دی۔

راحیل سے بات کرکے ہارون کو اندازہ ہوا کہ وہ ایک بہت معقول انسان تھا اور رابعہ کیساتھ بہت مخلص بھی تھا۔اس نے ہارون کو یقین دلایا کہ اگر اسکے گھر والے نہ بھی مانے تو پھر بھی وہ رابعہ سے ہی شادی کرے گا۔ہارون کو یک گونہ اطمینان محسوس ہوا۔دوسری جانب رابعہ کے ماموں ممانی بھی رابعہ اور راحیل کی شادی کے حق میں تھے۔ہارون نے ایکبار رابعہ کے بھائیوں سے بھی بات کی اور اس کے مضبوط دلائل کا نتیجہ تھا کہ اسکے بھائیوں کے دل میں بہن کی سوئی ہوئی محبت پھر سے جاگ گئی اور جس روز راحیل کا جہاز اسلام آباد لینڈ کیا اسی روز اسکے دونوں بھائی اپنے اپنے بیوی بچوں سمیت چلے آئے۔راحیل نے اپنے والدین کو بتادیا کہ وہ ہر صورت رابعہ سے ہی شادی کرے گا۔اب چونکہ سب مسائل حل ہوچکے تھے سو راحیل کے گھر والے بھی مان گئے اور طے یہ پایا کہ رابعہ اور راحیل کی شادی کراچی میں ہی ہوگی۔اس روز شام کو رابعہ کو کراچی واپس جانا تھا ہارون اسے ساتھ لیے مارکیٹ چلا آیا۔وہ اسے کچھ شاپنگ کروانے لگا۔ہارون کا ارادہ تھا کہ آج گھر جاکر ثنا کو رابعہ کے متعلق بتائے گا اور اسے ساتھ لے کر کراچی جائے گا رابعہ کی شادی میں۔

اُف بھابھی۔۔اب تو تھک گئی۔کچھ دیر بیٹھتے ہیں۔رانی نے تھکی تھکی آواز میں کہا۔وہ دونوں کافی دیر سے شاپنگ کرنے نکلی تھیں۔

اوکے بابا چلو۔ایک تو تم تھک بڑی جلدی جاتی ہو۔ثنا منہ بنا کر بولی۔

امی نے آپ کو زیادہ چلنے پھرنے سے منع کیا تھا۔اور ویسے بھی آپ کی طبیعت۔۔۔

اچھا اچھا بڑی بی۔۔چلو تمہیں جوس پلوا دوں۔اسنے اسکی بات کاٹ کر کہا اور وہ دونوں ایک قریبی ریسٹورنٹ میں آبیٹھیں۔کچھ کھانے پینے کے بعد ہمت بحال ہوئی تو انہوں نے شاپنگ کا سلسلہ پھر سے شروع کیا۔گروسری سٹور سے نکلتے ہوئے ثنا کو کچھ یاد آیا تو وہ رانی کی طرف مڑی۔

تم جاکرگاڑی میں بیٹھو میں سامنے والی شاپ سے ہوکر آتی ہوں۔اس نے گفٹ شاپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو رانی شاپنگ بیگز سنبھالتی چلی گئی۔ثنا گفٹ شاپ کی طرف بڑھی ہی تھی کہ گلاس وال کے اس طرف کا منظر اسے چونکا گیا۔ہارون کسی خوبصورت سی لڑکی کے ہمراہ دوکان میں موجود تھا۔

ہارون یہاں۔۔۔اسکا دماغ چکرانے لگا۔وہ دونوں باتیں کررہے تھے مسکرا رہے تھے ہارون کے ہاتھوں میں موجود شاپنگ بیگز بتارہے تھے کہ وہ کافی دیر سے اس لڑکی کو شاپنگ کروا رہا تھا۔ثنا نے دیوار کا سہارا لیکر بمشکل خود کو گرنے سے روکا۔وہ دونوں اب دوکان سے باہر آرہے تھے وہ جلدی سے رخ موڑ کر کھڑی ہوگئی۔

رابی تم چلی جاؤ گی مگر میرے دل سے نہیں جاؤ گی۔اسکے پاس سے گزرتے ہوئے ہارون کی لگاوٹ بھری پکار نے ثنا کو وجود میں شک کی چنگاری کو مزید ہوا دی۔انکے نظروں سے اوجھل ہوجانےُ کے بعد وہ بمشکل خود کو سنبھالتی گاڑی تک آئی ی اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر رانی کے برابر بیٹھی اور سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر ہانپنے لگی۔

کیا ہوا بھابھی؟ رانی گھبرا گ ئی ی۔

گھر چلو میرا دل نیچے نیچے جارہا ہے۔وہ نقاہت بھرے لہجے میں بولی۔

ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں بھابھی۔رانی پریشانی سے بولی۔

نہیں۔ڈرائیور گھر چلو۔وہ سخت لہجے میں کہہ کر پھر سے سیٹ کی پشت سے ٹک گ ئی ی۔رانی چپ ہوگ ئی ی جبکہ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھادی۔سارا رستہ مکمل خاموشی کی نذر ہوگیا۔گھر پہنچ کر وہ رانی کی طرف پلٹی۔

دیکھو تم تائ ی امی سے ذکر مت کرنا۔

لیکن کیوں؟

بس یونہی وہ پریشان ہوجاتی ہیں۔اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔وہ کہہ کر گاڑی سے اتری اور سیدھی اپنے کمرے میں چلی آئی ی۔اور اپنے کمرے میں آتے ہی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنسو کسی منہ زور ریلے کی طرح بہہ نکلے۔وہ گھٹنوں میں منہ دیئے ٹوٹ کر رودی تھی۔

تو ہارون رضا آج تمہارا اصلی روپ میرے سامنے آگیا۔میں بھی سوچتی تھی اتنا خوبصورت آدمی ایک عام سی شکل والی لڑکی سے کیسے محبت کرسکتا ہے۔وہ ابھی گھر پہنچ کر بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ ثنا کے انتہائی تلخ جملوں نے اس کا استقبال کیا۔وہ چونک کر اسکی طرف پلٹا۔وہ رُوئی روئی آنکھوں کیساتھ اسکے سامنے تھی۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو ثنا؟ وہ دھیرے سے مسکرایا۔

وہی کہہ رہی ہوں جو مجھے بہت پہلے کہہ دینا چاہیئے تھا۔وہ ناگن کی طرح پھنکاری۔

ثنا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔اس نے اسکے شانے پہ ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا۔تو اس نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔

مت لگاؤ مجھے ہاتھ۔

یار آخر بتاؤ بھی تو کچھ۔وہ زچ ہوکر بولا۔

کیسے مان جاؤں کہ تم اتنے نادان ہو اتنے معصوم ہو۔وہ غصے کے مارے کانپ

رہی تھی۔

ثنا میری جان اگر تمہیں مجھ سے کوئی ی شکایت ہے تو۔۔۔

بند کرو یہ چونچلے آئی ی ہیٹ اٹ۔وہ اسکی بات کاٹ کر تلملا کر بولی۔اپنے اندر جھانکو ہارون رضا تمہیں سب معلوم ہوجائے گا۔تمہارے ظاہر اور باطن میں کتنا فرق ہے کبھی سوچا ہے تم نے؟ ثنا کی آنکھوں سے ان ساون بھادوں کی جھڑی لگی ہوئی ی تھی۔

دیکھو جو کچھ بھی تمہارے دل میں ہے کہہ دو۔آئی م شیور تمہیں کوئی ی غلط فہمی ہوگ ئی ی ہے۔وہ صلح کن انداز میں بولا۔

غلط فہمی۔۔نہیں میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔اگر تمہیں اُس کے جانے کا اتنا ہی دکھ ہے تو اسکے ساتھ چلے جاؤ۔میں خود ہی تمہاری راہ سے ہٹ جاؤں گی۔وہ بہت خوبصورت ہے تم اس کو پسند کرتے ہو رابی ایک اچھی لڑکی ہے۔وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

رابی۔۔ہارون اچانک مسکرا اٹھا۔تم نے یقیناً مجھے اس کے ساتھ بازار میں دیکھا ہوگا۔تم بھی شاید آج بازار گ ئی ی تھیں۔بیٹھو میں تمہیں سب بتاتا ہوں۔ ایکچوئی لی میں تمہیں پہلے ہی بتانا چاہتا تھا لیکن یہ سوچ کر رک گیا کہ جب اسے گھر لاؤں گا تب ہی سب سے اُس کا تعارف کرواؤں گا مگر۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا۔اسنے کانوں پر ہاتھ رکھ لی ئے۔اسکی اس بچگانہ حرکت پر وہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بے اختیار مسکرادیا۔

پگلی تم بہت شکی ہو۔اب تک تمہیں میری بات اور محبت کا یقین نہیں آیا۔ دیکھو ثنا شک محبت کی جڑیں کھوکھلی کردیتا ہے۔اپنے دل سے شک نکال دو۔ ہارون صُرف تمہارا ہے۔وہ لڑکی میری بہن ہے۔یقین کرو۔وہ اب سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

مجھے بہلایں مت۔اب چوری پکڑے جانے پر آپ اُسے بہن ہی بنائیں گے۔وہ طنزاً مُسکرائی ی۔

ثِنا تم پھر میری محبت کا مذاق اُڑا رہی ہو۔وہ تلخ ہوا۔

سچ بہت کڑوا ہوتا ہے ہارون رضا اور بہت کم لوگ اُس کو سننے کی ہمت رکھتے ہیں۔اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے دلیری سے بولی۔

تم خواہ مخواہ اتنی سی بات کو طول دے رہی ہو۔ہارون نے پھر نرم لہجہ اختیار کیا۔

یہ اتنی سی بات ہے۔۔ہاں آپکے نزدیک یہ اتنی سی بات ہوگی لیکن میرے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔کوئی ی عورت اپنے شوہر کو دوسری عورت کیساتھ رنگ رلیاں مناتے نہیں دیکھ سکتی۔

ثِنا۔۔۔تم حد سے بڑھ رہی ہو۔ہارون کو غصہ آگیا۔

اور آپ حد میں ہیں کیا۔میں ہزاروں بار کہوں گی کہ آپ جھوٹے دغاباز ہیں۔ آپ نے ترس کھا کر میرے دل کے کاسے میں اپنی محبت کی بھیک ڈال دی تھی۔ہارون رضا تم نے مجھے بھکارن سمجھا نہ تم نے مجھے دھتکارا نہ سینے سے لگایا۔تم کتنے بڑے فریبی ہو۔وہ اب زور زور سے چلانے لگی تھی۔

آہستہ بولو گھر والے کیا کہیں گے۔ہارون کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

کیوں آہستہ بولوں۔وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوفی سے بولی۔ تمہاری بدکرداری اور عیاشیوں کے قصے سب کے سامنے کھل نہ جائیں اسلیۓ ڈرتے ہو تم۔وہ تلخ ترین لہجے میں بولی۔

ثنا۔۔ہارون کا ضبط جواب دے گیا اور اس نے ایک زوردار تھپڑ ثنا کے چہرے پر رسید کردیا تھا۔

ثناء اسکا تھپڑ سہہ نہ سکی اور تیورا کر گر پڑی۔شور کی آواز سن کر گھر کے بقیہ افراد بھی اکٹھا ہوگئے تھے۔ہارون نے آگے بڑھ کر اسے زمین سے اٹھانا چاہا تو اس نے نفرت سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا اور خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

ارے کیا ہوا بہو کیوں جھگڑا کر رہے ہو تم دونوں؟ امی پریشانی کے عالم میں آگے بڑھیں اور ہارون دل ہی دل میں پشیمان ہورہا تھا یہ اس نے کیا کردیا۔وہ اپنے ہاتھ کو نفرت انگیز انداز میں دیکھنے لگا جو اسنے ثناء پر اٹھایا تھا۔اس کا جی

چاہ رہا تھا وہ اپنا ہاتھ کاٹ ڈالے جو ثناء پر اٹھ گیا۔

ثناء امی کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔اسکی سسکیوں کی آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔

آخر بات کیا ہے؟ ابو نے گرجدار آواز میں ہارون کو مخاطب کیا۔

وہ ابو۔۔ہارون گڑبڑا گیا۔

تم بتاؤ بہو کس بات پر جھگڑ رہے تھے تم دونوں؟ وہ اب بہو سے مخاطب ہوئے۔ثناء نے اٹکتے ہوئے انہیں ساری بات من و عن بتادی تو ہارون مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی مجرم بن گیا۔سب گھر والے اسے گھور رہے تھے۔

سب باتیں ایک طرف مگر تم نے بہو پر ہاتھ کیوں اٹھایا مرد ہوکر اتنی گری ہوئی حرکت کی تم نے؟ ابو گرجے اور ساتھ ہی ایک زوردار تھپڑ ہارون کے منہ پر جڑ دیا۔اور ہارون۔۔ اس نے تو کبھی تصور بھی نہ کیا تھا کہ اتنی سی بات پہ ساری چاہتیں نفرتوں میں بدل جائینگی۔وہ اس وقت سر جھکائے اس طرح کھڑا تھا جیسے مجرم کٹہرے میں کھڑا ہو۔

ابو آپ میری بات تو سنیں۔اس نے ہمت کرکے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا مگر سب اسکو برا بھلا کہنے لگے۔امی تو باقاعدہ رو رہی تھیں۔سب کا اصرار تھا کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کرکے ثناء سے معافی مانگ لے مگر ہارون اس غلطی کو کیسے تسلیم کرلیتا جو اسنے کیا ہی نہ تھا۔وہ چپ چاپ گھر سے نکل آیا تھا۔

ساری رات کسی خزاں رسیدہ پتے کی طرح شہر کی خاک چھاننے کے بعد وہ صبح کے وقت تھکا ہارا گھر پہنچا تھا۔سارے گھر پر سناٹے کا راج تھا وہ شکستہ قدموں سے چلتا اپنے کمرے میں آیا تو وہاں بھی تنہائی کا ڈیرہ تھا۔

ثناء اسنے بے اختیار اسے پکارا۔تبھی رانی چلی آئی۔

بھابھی چلی گئیں ہیں۔اسنے اسے بتایا تو وہ ہارے ہوئے انداز میں دو قدم پیچھے ہٹا۔بھیا یہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔وہ روتی ہوئی چلی گئی تھی۔اور ہارون۔۔ وہ تو نجانے کہاں پہنچ گیا تھا۔

ثناء یہ تم نے کیا کردیا میں بے قصور وار ہوتے ہوئے بھی قصور وار ہوگیا۔تم مجھے کیوں چھوڑ کر چلی گئیں۔اتنی سنگدل کیوں بن گئیں تم کتنی کٹھور ہو تم کو ذرا میرے دل کا خیال نہیں آیا۔۔وہ دل ہی دل میں اس سے شکوہ کناں ہوگیا۔ایک بار واپس آجاؤ ثناء مجھ سے کسی کی قسم لے لو ہارون صرف تمہارا ہے یہ دل صرف تمہارے نام کی مالا جپتا ہے۔ان آنکھوں میں تمہارے سوا کوئی نہیں۔۔اس نے اپنا کھولتا ہوا دماغ ہاتھوں پر گرا لیا۔پھر وہ کتنی مرتبہ اسے لینے گیا لیکن اسکی التجا معافی کسی بھی بات نے ثناء کے دل پہ اثر نہ کیا۔وہ جب جاتا تو وہ اندر سے دروازہ بند کرلیتی وہ پاگلوں کی طرح اسکا دروازہ پیٹتا رہتا پھر شکستہ قدموں سے لوٹ آتا۔شروع شروع میں تو چچا چچی اور محسن بھی

اسکے خلاف تھے مگر آہستہ آہستہ وہ بھی ثناء کو سمجھانے لگے۔اسے کمپرومائز کرنے کی تلقین کرنے لگے مگر وہ کسی طور ہارون کی شکل دیکھنے کی روادار نہ تھی۔دوسری جانب ہارون کے گھر والے بھی اب اسکے دکھ سے متاثر ہونے لگے تھے مگر وہ دشمن جان کسی صورت نہ پگھلی۔اسی دوران رابعہ کی شادی ہوگئی اسنے اسے اپنی شادی پر آنے کی بار بار یاد دہانی کروائی مگر اس نے ضروری کاموں کا بہانہ کردیا وہ کیسے جاتا اسکی شادی میں، اسکی تو زندگی ہی اجڑ کر رہ گئی تھی۔دن بے قرار اور راتیں بے کیف تھیں۔ہر لمحہ جدائی کی آگ میں تڑپ تڑپ کر وہ اب کچھ بیمار رہنے لگا تھا۔عورت اتنی سنگدل ہوتی ہے یہ تو اسنے تصور بھی نہ کیا تھا۔اسی طرح جلتے سلگتے سات ماہ بیت گئے۔امی ابو نے بھی کئی بار ثناء سے گھر واپس آجانے کی استدعا کی مگر وہ اس بری طرح بدگمان تھی کہ اپنے فیصلے سے ایک انچ پیچھے نہ ہٹی تھی۔ہارون تو اب گھبرا کر مرجانے کی دعا کرتا کہ اس زندگی سے تو موت بہتر لگتی تھی۔

صاب جی کوئی بیگم صاحبہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔نوکر نے آکر اسے اطلاع دی تو وہ ماضی کے جھروکوں سے باہر نکل آیا۔بارش کب کی تھم چکی تھی وہ کپڑوں کی شکنیں ہاتھوں سے درست کرتا ہوا باہر نکلا اور ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہاں موجود دونوں نفوس کو دیکھ کر وہ بے قراری کے عالم میں آگے بڑھا۔

رابعہ۔

آداب بھیا۔وہ جلدی سے آگے بڑھی اسکے ہمراہ اسکا شوہر راحیل تھا۔

رابی میری بہن۔۔وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

کیا ہوا بھیا آپ ٹھیک تو ہے ناں؟ رابعہ کچھ پریشان ہوگئی۔

رابی میری بہن اپنے بھائی کی زندگی بچالو۔دیکھو میں کب سے تمہارا منتظر ہو رابی۔میری زندگی کے گھور اندھیروں میں بس اب تم ہی امید کی کرن ہو۔وہ اونچا لمبا مرد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا رابعہ اور راحیل ناسمجھی کے عالم میں اسے دیکھ رہے تھے۔

جی کس سے ملنا ہے آپکو؟ نمرہ نے دروازے پر کھڑی پیاری سی لڑکی کو سر سے پاؤں تک گھورا۔

جی میرا نام رابعہ ہے مجھے ثناء بھابھی سے ملنا ہے۔اسنے متانت سے جواب دیا۔

اوہ تو آپ رابعہ ہیں۔۔نمرہ کے لہجے میں تلخی کی آمیزش آگئی۔

جی اور یہ میرے شوہر راحیل۔ہم کراچی سے ہارون بھیا اور ثناء بھابھی سے ملنے آئے تھے مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ چھوٹی سی غلط فہمی کی بنیاد پر اتنا بڑا طوفان آچکا ہے۔اپنے برابر کھڑے راحیل کا تعارف کروانے کے بعد اس نے کہا۔

آپ۔۔نمرہ الجھی۔

دیکھیں میرا ثناء بھابھی سے ملنا بہت ضروری ہے۔میں ہر بات انہی سے کلیئر کرونگی۔رابعہ جلدی سے بولی۔

ثناء آپی تو ہسپتال چلی گئی ہیں۔نمرہ نے بتایا۔

اوہ کونسے ہسپتال؟

شفاء۔نمرہ نے بتایا تو وہ راحیل کی طرف مڑی۔

چلیں ہمیں فوراً ہسپتال جانا ہے، میں ہارون بھیا کو بھی کال کردوں۔وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر ہسپتال روانہ ہوگئے راستے میں ہی رابعہ نے کال کرکے ہارون کو ہسپتال آنے کا کہہ دیا۔وہ دونوں جب ہسپتال پہنچے تو ہارون اور اسکے گھر والوں کو پارکنگ میں موجود پایا وہ سب اکٹھے اندر آئے۔چچا چچی سے باہر ہی ملاقات ہوگئی تھی۔ان سے اطلاع ملی کہ بیٹے کی ولادت ہوئی ہے۔ہارون کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔وہ ثناء سے ملنے کے لیئے تڑپنے لگا۔دوسری جانب سب گھر والے رابعہ کے متعلق تجسس میں تھے۔اسنے اپنے متعلق انہیں سب کچھ بتادیا اور ثناء سے ملنے اسکے کمرے میں چلی آئی۔ثناء تکیوں سے ٹیک لگائے سوگوار سی بیٹھی تھی۔اسنے مدھم آواز میں سلام کیا تو وہ چونکی۔

تم۔۔ تم یہاں کیوں آئی ہو؟ وہ اسے دیکھتے ہی خشمگیں لہجے میں بولی۔

میں اپنے بھتیجے کو دیکھنے آئی ہوں۔رابعہ نے نرم لہجے میں کہا۔

تم۔۔ تمہارا کوئی رائٹ نہیں میرے بچے کو دیکھنے کا۔وہ چلائی۔

پلیز بھابھی بدگمانی بہت بری چیز ہے۔اپنے دل کو صاف کرلیں۔میں شادی شدہ ہوں۔ اپنے شوہر کیساتھ آپ اور ہارون بھیا سے ملنے آئی تھی۔اسنے متانت سے اسے بتایا۔

بھیا۔۔ثناء نے الجھن آمیز انداز میں اسکی طرف دیکھا۔

ہاں بھابھی ہارون بھیا صرف میرے بھائی ہیں اور وہ آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں اسکی گواہ میں ہوں۔اگر وہ فلرٹی ہوتے تو مجھے بہن نہ کہتے، ایک بھائی کی طرح مجھے سپورٹ نہ کرتے۔وہ کس قدر عظیم انسان ہیں یہ مجھ سے پوچھیں۔ وہ جذباتی انداز میں بولے گئی پھر اس نے دھیرے دھیرے سب کچھ ثناء کو بتادیا۔میری شادی کی آدھی سے زیادہ شاپنگ تک انہوں نے کروائی مجھے۔بھیا تو چاہتے تھے کہ وہ خود مجھے آپ سے متعارف کروائینگے مگر آپ نے انہیں اسکا موقع ہی نہ دیا۔۔بھابھی اللہ جانتا ہے ہارون بھیا میرے سگے بھائیوں سے بڑھ کر ہیں۔وہ اپنی بات کے اختتام پر پھوٹ پھوٹ کے رودی۔اور ثناء۔۔ اسکی تو عجیب حالت ہورہی تھی۔نہ وہ رو سکی نہ ہنس سکی۔یہ اسنے کیا کرڈالا تھا خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنے آشیانے کو آگ لگا ڈالی۔اپنے اتنے محبت کرنے والے شوہر سے بدگمان ہوگئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ نے میرے بھیا کو بہت رلایا ہے بھابھی پلیز اب یہ تلخیاں ختم کردیں۔
رابعہ نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ کچھ بھی نہ کہہ سکی۔اسے تو یہی سمجھ نہ آرہی تھی کہ وہ اب ہارون کا سامنا کیسے کرے گی۔

کچھ دیر بعد سبھی گھر والے چلے آئے۔سب بہت خوش تھے۔مگر ثناء کو ہارون کا انتظار نہ تھا پر وہ نہ آیا۔اگلے روز اسے ہسپتال سے چھٹی مل گئی تو تایا تائی اسے اپنے ساتھ لے آئے۔سارا گھر اسکے استقبال کے لیئے سجایا گیا تھا۔چھوٹے کا صدقہ اتارا گیا۔غریبوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔اور پھر ثناء اپنے بیٹے کو گود میں لیئے اپنے کمرے میں چلی آئی۔اندر داخل ہوتے ہی سامنے والی دیوار پر ٹنگی انکی شادی کی خوبصورت سی تصویر دیکھ کر اسکے دل میں اک ہوک سی اٹھی۔ ہارون نجانے کہاں تھا وہ اس سے معافی مانگنا چاہتی تھی مگر وہ تو اسکے سامنے ہی نہ آیا تھا۔اس نے مایوس سے انداز میں چھوٹے کو کاٹ میں لٹایا۔

ثناء۔ہارون کی پیار بھری رس گھولتی پکار اسکے کانوں میں اتری تو وہ چونک کر پلٹی۔صدا کا خوبصورت ہارون رضا اپنی شاندار اٹھان لیئے اسکے سامنے تھا۔لبوں پر بڑی پیاری مسکراہٹ تھی۔اسکے ہاتھوں میں مہکتے سرخ گلابوں کا ایک بڑا سا بکے تھا جو اسنے اسکی طرف بڑھایا تو وہ بکے تھامنے کی بجائے بے اختیار روتے ہوئے اسکے قدموں میں جھک گئی۔

مجھے معاف کردیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Social|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے ارے یہ کیا کر رہی ہو پگلی۔۔ہارون نے جلدی سے جھک کر اسے اٹھایا۔
تمہاری جگہ اس دل میں ہے۔وہ محبت بھرے لہجے میں بولا۔

مجھے معاف کردیں ہارون مجھے معاف کردیں وہ روتے ہوئے مسلسل ایک ہی جملے کی تکرار کیئے جارہی تھی۔

ارے بس کرو کردیا معاف۔ہارون نے اسکے دونوں ہاتھ تھام لیئے۔

میں بہت سنگدل ہوں بالکل قدر نہیں کی میں نے آپکی محبت کی۔

کم آن ثناء جو ہوگیا اسے بھول جاؤ۔اس نے محبت سے اسکے آنسو پونچھے اور آگے بڑھ کر کاٹ سے چھوٹے کو اٹھالیا۔

ویسے ہمارا یہ پیارا سا بیٹا بہت ہی مبارک قدم لیکر آیا ہے۔اسنے محبت پاش نظروں سے اپنے بیٹے کو تکتے ہوئے کہا۔

لیکن ہارون میں بہت ظالم ہوں میں نے آپکو کتنے دکھ دیئے ہیں آپ مجھے سزا دیں۔ثناء کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

اچھا۔وہ اپنی بھوری بھوری آنکھیں پھیلا کر بولا۔تمہاری سزا یہ ہے کہ اب اگر تم نے ایسی کوئی بات کی تو میں تم سے پکا پکا خفا ہوجاؤنگا۔ہارون نے زیر لب مسکرا کر کہا تو ثناء نے بے اختیار اسے شانے پر ہاتھ رکھا۔

نہیں پلیز آپ مجھ سے خفا مت ہونا۔

بس پھر جلدی سے یہ آنسو صاف کرو اور اپنی پیاری سی سمائل دکھاؤ۔اسنے مسکرا کر پیار سے کہا تو ایک مدھم سی مسکان نے ثناء کے لبوں کا احاطہ کرلیا۔

دیکھو ثناء میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ محبت صورت کی محتاج نہیں ہوتی یہ تو دلوں کے معاملے ہیں اور دل پر کسی کا زور نہیں چلتا۔وہ سنجیدہ انداز میں بولا۔ثناء کا سر جھک گیا۔

ویسے ہمارے پیارے سے بیبی کا نام کیا ہوگا؟ اسنے کچھ دیر بعد موضوع بدل کر پوچھا۔

آپ بتائیں۔ثناء نے اپنی پلکیں اوپر کو اٹھائیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوں۔۔ہارون سوچنے لگا۔عمر۔۔ عمر رضا۔اسنے تجویز دی۔

بہت اچھا نام ہے۔ بس پھر آج سے یہ ہمارا عمر ہے۔ثناء نے مامتا بھری نظروں سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔

بالکل۔ویسے یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں کہ تمہیں میری محبت پر اب بھی یقین آیا یا نہیں۔عمر کو کاٹ میں لٹاتے ہوئے اس نے شرارتی انداز میں پوچھا۔

اب مجھے شرمندہ تو مت کریں۔وہ شرمندہ لہجے میں بولی۔

تو آپ شرمندہ بھی ہوتی ہیں۔۔اسکے چہرے کو نگاہوں کے حصار میں لیکر وہ اسکے عین سامنے آن کھڑا ہوا۔

میں آل ریڈی بہت شرمندہ ہوں آپ سے ہارون۔وہ نظریں جھکائے جھکائے بولتی ہوئی ہارون کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔

اصل میں مجھے تم سے بہت زیادہ خفگی کا اظہار کرنا تھا مگر تم سامنے آئی تو سب کچھ بھول گیا۔وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولا تو وہ بے اختیار ہنس پڑی۔یہ محبت بھی انسان کو خوار ہی کروادیتی ہے۔وہ سر ہلا کر بولا تو ثناء کی ہنسی اور تیز ہوگئی۔ہارون نے پرشوق نظروں سے اسے تکتے ہوئے خود سے قریب کیا اور ایک پیار بھری سرگوشی کی۔

تمہاری ذات سے آگے نہ کچھ بھی سوچ سکوں

میں کیا کروں کہ یہ دل کا معاملہ ٹھہرا

اس قدر خوبصورت اظہار پر ثناء نے مسکرا کر اسکے کشادہ سینے میں منہ چھپا لیا۔

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews